رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار
جو حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک و ارشاد پر

الحکم

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت نہ بدلے

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمی دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی
عوام سے ۳ء
خواص سے ۵ء
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب غیر مستطیع احباب سے

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر ماہ کی ۷۔۱۴۔۲۱۔۲۸ تاریخ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے شایع ہوتا ہے

چیف ایڈیٹر یعقوب علی تراب احمدی

ایڈیٹرز { محمد مبارک اسماعیل بی۔اے
محمود ابن تراب۔

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۸	مورخہ ۱۴۔اپریل سنہ ۱۹۱۴ء مطابق ۱۶۔جمادی الاول سنہ ۱۳۳۲ ہجری	جلد ۱۸

جدید لاہوری انجمن اشاعت اسلام یا مسجد ضرار

الحکم کو یہ جایز فخر حاصل ہے کہ اس نے ہر موقعہ پر قوم کو صحیح راستہ دکھلانے میں کوتاہی نہیں کی۔ ممالک غیر میں تبلیغ اسلام کے مشن پر اپنے اپنے خیالات بلا کم و کاست شایع کر دیئے تھے اور اب واقعات انشاء اللہ ان کی تصدیق اور تائید کرینگے۔

اب لاہور میں ایک انجمن اشاعت اسلام کا اعلان کیا گیا ہے اور ظاہر یہ کیا گیا ہے کہ اس کا نظم و نسق احمدی احباب کے ہاتھ میں ہوگا۔ اور وہ ایک گونہ صدر انجمن احمدیہ کے کام اشاعت اسلام کی مددگار ہوگی۔"

مگر میں چاہتا ہوں کہ قوم کو اس مغالطہ میں نہ رہنے دوں کہ اس کا نظم و نسق دراصل چند خاص لوگوں کے ہاتھ میں ہوگا۔ جو انجمن معتمدین پر بھی اپنا تصرف کرنا چاہتے ہیں۔ اور غیر احمدیوں سے بھی روپیہ لینا چاہتے ہیں جسکے لئے انہوں نے اشاعت اسلام ٹرسٹ فنڈ قایم کیا ہے۔ غرض اس نئی انجمن اشاعت اسلام میں سات آدمیوں کا کورم رکھا ہے جن میں سے سات خاص لاہور کے میں اور ایک امرتسر کے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس کا نظم و نسق کن لوگوں کے ہاتھ میں ہوگا۔ ہمارے ان لاہوری بزرگوں نے جب دیکھا کہ صدر انجمن میں اب وہ من مانی کارروائیاں شاید نہ کر سکیں تو انہوں نے الگ ایک انجمن بنانی چاہی ہے جس پر انہیں کلی اختیار حاصل ہو۔

اور احمدیوں کو یہ کہکر مغالطہ دیا جا رہا ہے کہ وہ صدر انجمن احمدیہ کے کام اشاعت اسلام کی مددگار ہوگی۔ حالانکہ یہ ظاہر امر ہے کہ وہ صدر انجمن کے مقابلہ کیلئے ایک انجمن ہوگی۔ کیا ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اور ان کے دوسرے رفقاء یہ بتا سکتے ہیں کہ اس انجمن کے ذریعہ جسقدر روپیہ وصول ہوگا وہ صدر انجمن کے خزانہ میں داخل ہوگا اور صدر انجمن کی تجاویز اور ہدایات کے ماتحت اشاعت اسلام ہوگی؟ ہرگز نہیں انکی یہ غرض قطعاً نہیں اگر صدر انجمن کی حمایت و اعانت ہوتی تو اشاعت اسلام ٹرسٹ الگ قایم کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہی روپیہ صدر انجمن کے خزانہ میں داخل ہوتا اور اسکی ہدایات کے ماتحت اُسے خرچ کیا جاتا مگر نہیں یہ تو گوارا نہیں ہو سکتا پہلے ہی سے یہ سوچا گیا تھا کہ اس طرح پر کام الگ کر لیا جاوے۔ لاہور میں ایک بورڈنگ ہوس بنانیکی تجویز بھی اسی قسم کے منصوبوں پر مبنی تھی۔ مگر اس میں تو کامیابی نہ ہوئی اسلئے اشاعت اسلام ٹرسٹ کے رنگ میں ایک ڈھبر کھڑا کر لیا۔ اور اب قوم کی اجتماعی قوۃ کو کمزور کرنیکے لئے ایک اور بت اشاعت اسلام کے نام سے کھڑا کر لیا ہے۔ احمدی قوم کو ہوشیار ہو جانا چاہیئے اور اپنی مرکزی قوۃ پر اس حملے کے دفاع کے لئے پوری طاقت سے نکلنا چاہیئے۔ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام نے تو قادیان کو مرکز بنایا مگر اب یہ بزرگ اس اعتماد قومی کا ناجایز فایدہ اٹھا کر اس مرکز کو توڑنا چاہتے ہیں۔ اور مختلف رنگوں میں قوم کے شیرازہ کو بکھیر رہے ہیں۔ معاملہ بالکل صاف ہے قوم اب دیکھ لے کہ یہ ایسا کام نہیں کہا سکتی۔ یہ **مسجد ضرار** ہے جسکی بنا تقویٰ پر نہیں ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ کیوں قادیان کی انجمن کو زیادہ طاقت ور نہیں کیا جاتا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب اگر کسی وفد کے متعلق کہدیں کہ فلاں اشخاص کے سوا میں کسی سے مل نہیں سکتا کیونکہ فتنہ کا اندیشہ ہے تو یہ ان بزرگوں کی ہتک سمجھی جاوے لیکن جب یہ بزرگان لاہور قرار دیں کہ **قادیان میں بیٹھکر ان خدمات کا انجام دینا موجب فتنہ ہے** تو ساکنین قادیان میں سے کسی کی بھی ہتک نہ ہو۔ گویا ہر طرح سے قادیان کی جماعت جس میں بعض بڑے بڑے صلحاء اور خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں فتنہ پرداز اور قوم کی ہتک کرنے والے اور یہ بزرگان قوم ہر طرح سے قوم کو کوسنے اور گالیاں دینے کا لائسنس رکھنے والے ٹھیرے۔ پس میرے دوستو! دیکھو میں تمہیں قبل از وقت اطلاع دیتا ہوں کہ یہ لاہور میں **مسجد ضرار** قایم کیگئی ہے اور اسکی غرض اور مقصد دراصل قادیان کے مرکزی کاموں کو نقصان پہونچانا ہے۔" کہا جائیگا کہ میں اشاعت اسلام کے مقصد کو مسجد ضرار کیوں کہتا ہوں مگر میں مجبور ہوں اگر امن اور سلامتی کیلئے یہ انجمن قایم کیگئی ہے اور غرض محض اشاعت اسلام ہے اور کام کرنا ہے تو پھر صدر انجمن احمدیہ میں ہی قدم کو پھنسائے رکھنا کیا حقیقت رکھتا ہے جو شخص کام کرنا چاہتا ہے اسے اس سے کیا غرض کہ وہ انجمن کا ممبر ہے یا نہیں صدر انجمن سے تعلق ہے یا نہیں؟ اسکی غرض تو خدمت دین ہے خواہ وہ کسی رنگ میں کرے لیکن یہاں بار بار یہ رونا رویا جاتا،

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

حضرت خلیفہ ثانی کے کام کا پروگرام

(۱) **تبلیغ** - (الف) ہندوستان کے تمام قصبات و دیہات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہونچا دیا جاوے -

(ب) مختلف زبانوں میں واعظ مقرر کئے جاویں - اور مختلف زبانوں کے سیکھنے والے ہوں -

(ج) تمام زبانوں میں ٹریکٹ اور رسالے شایع کئے جاویں -

(۲) **مبلغین کی جماعت کیونکر پیدا ہو؟**

(الف) ایک ایسا مدرسہ ہو جس میں باری باری سے احباب شامل ہوں اور ایک ایک یا دو دو تین تین مہینے کے کورس سال میں رکھے جاویں وہ یہاں سے باری باری سیکھ کر جاویں اور سکھاویں -

(ب) مدرسہ احمدیہ سے مبلغ پیدا ہوں اس لئے اس کو مضبوط کیا جاوے -

(ج) موجودہ جماعت میں سے واعظین مقرر ہوں - کم از کم دس ہوں

(۳) **تعلیم شرایع -**

(الف) واعظین کے ذریعہ ہو -

(ب) ایک رسالہ عقاید احمدیہ اور اعمال پر لکھا جاوے -

(۴) تزکیہ نفوس کیلئے (۱) دعاؤں پر زور دو (۲) میرے ساتھ تعلقات کو بڑھاؤ - خطوط کے ہی ذریعہ ہو -

۵ **جماعت کی تعلیمی اور اعتقادی ترقی -**

(الف) غرباء و مساکین کی خبر گیری - وغیرہ اس کے لئے زکوٰۃ کا باقاعدہ انتظام ہو - تمام انجمنوں میں اسکے رجسٹر رکھے جاویں - اور باقاعدہ زکوٰۃ کی تحصیل ہو - اور کمی بیشی کی اطلاع مجھے ہوتی رہے -

(ب) تعلیم عامہ - ہر جگہ احمدی مدارس ہوں - سردست پرائمری سکول کھولے جاویں - اور تعلیم عام ہو -

(ج) قادیان میں ایک کالج ہو -

(د) واعظین افراد سلسلہ کے دینی اور دنیوی حالات کی رپورٹیں بھیجتے رہیں -

دوسرا اجلاس

اس کے بعد کھانے کیلئے اور نماز ظہر کیلئے اجلاس ملتوی ہوا - بعد نماز ظہر دوسرا اجلاس شروع ہوا - اس اجلاس میں حضرت امیرالمومنین تشریف نہیں لائے - تا کہ احباب آزادی سے رائیں دے سکیں چنانچہ ان امور پر جو حضرت امیرالمومنین نے بغرض مشورہ پیش کئے تھے جماعت کے نمائندوں نے خوب حصہ لیا - اور بڑے غور اور فکر اور آزادانہ راؤں کے اظہار کے بعد چند ضروری تجاویز پاس ہوئیں -

اس جلسہ کے میر مجلس حضرت فاضل امروہی حضرت امیرالمومنین کے ارشاد سے مقرر ہوئے تھے اور سکرٹری نواب صاحب قبلہ تھے عصر نماز تک یہ اجلاس جاری رہا اور اسی پر جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی - مغرب کی نماز کے بعد احباب نے اجازت لی اور ۱۴ - کی صبح کو اکثر اور بیشتر حصہ تشریف لے گیا - اس موقعہ پر مندرجہ ذیل مقامات کی جماعتوں کے نمائندے موجود تھے - لاہور - پاک پٹن - کریام ضلع جالندھر - راہوں کلکتہ - امرتسر - بنگالہ ضلع ہوشیارپور - مردان ضلع پشاور - صوابی سہارنپور جموں - سیالکوٹ - گوجرانوالہ - ملتان - علی پور - لائل پور - بٹالہ - سارچور بھیرہ - یارہ - گوکھووال - تلونڈی راہ والی - جالندھر چھاونی - گوجرہ - ہال بید کورٹ رادھا کشن - کراچی - نبریا - سرگودھا - دوالمیال - کیدر نہلہ - لودھران جوڑہ - سیکھوان - تخلانوالہ - اہرانہ - صریح - سانگٹ اوپنچے - گوجرانوالہ ڈیرہ غازیخان - دو جوڑال (انبالہ) گجرات - شاہجہانپور - دہلی - بذریعہ خطوط شامل ہونے والوں کی فہرست نہیں دی گئی - مفصل رپورٹیں وغیرہ بعد میں شایع ہوں گے -

"خوئی بد را بہانہ بسیار"

میں کبھی اسبات کو پسند نہیں کرتا کہ اپنی طاقتوں کو خانہ جنگی میں صرف کر دیا جاوے - مگر قیام امن کیلئے جنگ لازمی چیز ہے اس لئے اندرونی فتنوں کے دور کرنے کے لئے بڑی کوشش کی ضرورت ہوتی ہے - کسی قوم میں جب اندرونی فتنہ پیدا ہوں اگر انکا انسداد فوری نہ ہو تو وہ فاسد مادہ قومی جسم کو اندر ہی اندر خراب کر دیتا ہے اور پھر وہ ناسور بنکر بہنے لگتا ہے -

احمدی قوم میں بھی بد قسمتی سے کچھ لوگ ایسے خیال کے پیدا ہو چلے تھے کہ وہ قومی خصوصیات کو مٹا کر اسے بجائے دوسروں کو اپنے اندر جذب کرنے کے ان میں جذب ہو جائیں - اسکی ایک ہی صورت انکے خیال میں تھی - کہ وہ سلسلہ کی اہم تخصیت خلافت راشدہ کو اڑا دیں اس مقصد کیلئے جو کچھ ان سے ہو سکتا ہے وہ کرتے ہیں - اور کرینگے اور وہ اپنی انتہائی کوششوں کی دہمکیاں دے رہے ہیں - یہی وجہ ہے کہ سلسلہ کے اخبارات اصل غرض تبلیغ و اشاعت سلسلہ کی بجائے سلسلہ کی اندرونی مواد کی اصلاح کے کام میں لگے ہوئے ہیں -

منکرین خلافت :- خود الگ ہونا چاہتے ہیں - خود انجمن کو توڑنا چاہتے ہیں - آپ جدا انجمن بناتے ہیں - آپ انجمن کے جلسوں سے نکل جاتے ہیں - اور ان امور کا بار دوسروں پر رکھتے ہیں - اسی کو "خوئے بد را بہانہ بسیار کہتے ہیں"

کیا قوم اس سے ناواقف ہے کہ حبل اللہ سے الگ ہو نیکی زہر کسنے پھیلائی؟ کیا یہ بات ظاہر نہیں کہ لاہور میں ایک انجمن قایم کی گئی ہے - اور مولوی محمد علی صاحب کیلئے ہیڈ کوارٹر لاہور تجویز کیا گیا ہے؟ آپ لوگوں کو بتایا کہ قادیان میں چندہ مت بھیجو - آپ مولوی صدرالدین صاحب یہاں سے جانیکی کوشش کر رہے ہیں اور کہا یہ جاتا ہے کہ اس کو نکلتے ہیں - اور اس کو نکال دیا؟ خدا سے خوف کرو اس قسم کی غلط بیانیوں سے کیا حاصل؟ کوئی کسی کو نکالتا نہیں - لیکن اگر کوئی خود اس پاک مقام سے بھاگتا ہے اور سلسلہ کے شیرازہ سے الگ رہنا چاہتا ہے تو پھر خدا کو کسی کی کیا پرواہ ہے؟ سلسلہ کا کام کسی تخصیت پر موقوف نہیں خدا تعالیٰ سے بہتر کام کرنے والے لے آتا ہے -

میرے دوستو! اس وقت جماعت پر ایک ابتلا ہے - جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کی کوششیں ہو رہی ہیں - اور اپنی غلطیوں کو دوسروں کے ذمہ رکھا جاتا ہے - مگر واقعات چھپائے نہیں جا سکتے؟ " "

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت امیرالمومنین الحمدللہ بخیریت ہیں - اور خدمت دین و اصلاح جماعت کے کام میں شب و روز مصروف ہیں - جماعت کے لئے آپ کی نیم شبی دعائیں انشاءاللہ العزیز - بابرکت ثابت ہونگی -

قرآن مجید کا درس عورتوں مردوں میں جاری ہے والحمدللہ علےٰ ذالک -

(۲) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت بھی اپنی دعاؤں سے سلسلہ کی مدد کر رہے ہیں -

(۳) حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ عنہ کے اہل بیت بخیریت ہیں - اور حضرت صاحبزادہ عبدالحی صاحب خدا کے فضل و کرم سے اپنے کریم النفس باپ کے نقش قدم پر چلنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں - قوم کا ایک در داں کے سینہ میں ہے اور اپنے وقت پر وہ ایک مصفیٰ اور باآثر نور بنکر نکلیگا انشاءاللہ العزیز - مدرسہ کی تعلیم میں وہ باقاعدہ مصروف ہیں - باقی صاحبزادگان کی تعلیم ہو رہی ہے - اور حضرت والدہ صاحبہ عبدالحی اپنی دانش اور سلیقہ کے ساتھ اپنے بچوں کی تربیت میں دعاؤں کے ساتھ مصروف ہیں - قوم بھی دعاؤں میں ان نونہالان خلافت کو یاد رکھیں "

اسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات حسرت آیات کی خبر سے سخت صدمہ ہوا - مگر اس سے بڑھ کر مولوی محمد علی صاحب کا مضمون نہایت ضروری اعلان رنج و الم کا باعث ہوا کہ یا الٰہی یہ کیا کہ ۶ سال تک حضرت خلیفۃ المسیح نورالدین صاحب مغفور و مرحوم کی بیعت میں رہکر آج یہ کیا لکھ رہے ہیں - کہ حضرت مسیح موعود کے بعد خلیفہ کی ضرورت ہی نہیں اسکی جانشین صدر انجمن ہے اور × × × × × × کہنے والے تقویٰ کی راہ سے دور قدم مارتے یعنے اس ٹریکٹ میں دو جگہ ایسے الفاظ تھے جس سے خیال آیا کہ یہ غالباً کا نپور والے مضمون (مولوی محمد علی صاحب) کے متعلق جو کچھ الفضل میں لکھا گیا تھا کہ × × × × × × × × کہ ایسا شخص جماعت میں خواہ کیسا ہی ممتاز × × × × × کیوں نہ ہو وغیرہ وغیرہ تو اسوقت کا بغض و کینہ کا مواد بھرا ہوا اب پاہو ٹا اسوقت جب لوگوں کا رجوع حضرت کیطرف دیکھا اور میشنری کے طور پر ٹریکٹ چھپوا رکھا تھا وہ بذریعہ ڈاک وغیرہ باہر بھیج دیا گیا - اور تفرقہ بردلی لوگوں کو روکنا چاہا مگر میں حیران ہوں کہ یہی لوگ عرصہ ۶ سال تک خلافت خلیفہ اول کے زمانہ میں مغفور کی زبانی کئی دفعہ سن چکے ہو کہ خلیفہ بنانا خدا کا کام ہے ان کو کیسے جرأت ہوئی کہ وہ خدا کے کام میں روڑہ اٹکا دیں آخر الحمدللہ کرنا کام ہے اور اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو چن لیا - الحمدللہ الحمدللہ - پیغام میرے پاس آتا ہے - میں اس میں جو مضامین چھپتے ہیں پڑھ پڑھ کر حیران ہوتا ہوں - بار بار یہ لوگ پکار رہے ہیں شوریٰ شوریٰ اور ایک نام کی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رؤیا

۱۸ مارچ ۱۹۰۷ء۔ آج بروز یکشنبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے گھر کے مکان میں بیٹھا ہوں اور ایک خربزہ کی شکل پر کوئی پھل میرے ہاتھ میں ہے اس کو چھیل کر کھانا چاہتا ہوں اتنے میں محمود احمد کو دیکھا اس کے ساتھ ایک انگریز ہے وہ ہمارے گھر میں داخل ہوگیا پہلے اس جگہ کھڑا ہوا جہاں پانی کے گھڑے رکھے جاتے ہیں۔ پھر اس چوبارہ کیطرف آگے بڑھا جہاں بیٹھ کر میں کام کرتا ہوں گویا اس کی اندر جا کر تلاشی کرنا چاہتا ہے۔ اسوقت میں نے دیکھا کہ میر ناصر نواب کی شکل پر ایک شخص میرے سامنے کھڑا ہے اس نے بطور اشارہ کے مجھکو کہا کہ آپ بھی اس چوبارہ میں جائیں۔ انگریز تلاشی کریگا اور میرے دل میں گذرا اس میں وہ کاغذات پڑے ہیں جو تو تالیف کتاب کا مسودہ ہے وہی دیکھیگا۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی ×× ××× اس خواب میں محمود کا دیکھنا" در پھر میر ناصر نواب کا دیکھنا نیک انجام پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ محمود کا لفظ خاتمہ محمود کیطرف اشارہ ہے یعنے اس ابتلاء کا خاتمہ اچھا ہوگا۔ اور ناصر نواب کا دیکھنا اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ ناصر ہوگا اور اپنی نصرت سے رہائی دیگا۔ اور آخر یہ ابتلاء نشان کیصورت میں ہو جائیگا۔"

(دیکھو الحکم ۲۴۔ مارچ ۱۹۰۷ء)

اے احمدی برادران خدا کے فضل سے آپ کی پیشگوئیوں کے سمجھنے میں خاص عبارت رکھتے ہیں۔ حضرت اقدس کی نشستگاہ میں مارچ کے مہینہ میں محمود احمد کے ساتھ ایک انگریز کا تلاشی کاغذات کیلئے داخل ہونا کوئی ایسا امر نہیں جسکا سمجھنا آپ کو مشکل ہو محمود احمد کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق اس گھر میں پیدا کیا اس کا تو حضور مغفور کی نشستگاہ میں داخل ہونا ضروری تھا۔ مگر دیکھا ساتھ ہی چند انگریزی دان جو حضرت اقدس کو شخص واحد کی شکل میں دکھائے گئے۔ اندر گھس آئے اور کاغذات کو الٹنا پلٹنا شروع کر دیا۔ اس سے آپ گھبرائے نہیں بلکہ ان نشانات کو دیکھ کر اپنے ایمانوں کو تازہ کریں بموجب فرمودہ حضرت مسیح موعود انشاء اللہ اس ابتلاء کا خاتمہ اچھا ہوگا آپ محمود کا ساتھ نہ چھوڑیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت بخشے!۔ (کرم داد از دولمیال)

حضرت مسیح موعود کے الہامات

(دیکھو الحکم ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۰۶ء) (۱) آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے (یعنی آئندہ کسی وقت لڑکا پیدا ہوگا (۲) رد الیہا روحہا وریحانہا یعنی تمہاری بیوی کی طرف تازگی اور تازہ زندگی واپس کیگئی (۳) انا نبشرک بغلام حلیم ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں (پھر دیکھو الحکم ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۶ء) ہمارا ورد۔ کو خدا نے مخاطب کرکے فرمایا۔ سا ھب لک غلاما زکیا رب ھب لی ذریۃ طیبۃ انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ الم تر کیف فعل ربک باصحب الفیل ۔ اخذھم اللہ یبقی وحدہ لاشریک لہ ۔ قل جاء الحق وزھق الباطل موت قریب

ان اللہ یحمل کل حمل من خدمک خدم الناس کلھم ومن اذاک اذا الناس جمیعا۔ آمدن عید مبارک بادت۔" عید تو ہے چاہو کرو یا نہ کرو ترجمہ میں ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش میں تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہوں جسکا نام یحییٰ ہے (معلوم ہوتا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ زندہ رہنے والا) تو دیکھیگا کہ تیرا رب ان مخالفین سے کیا کریگا جو تیرے معدوم کرنیکے لئے حملے کرتے ہیں۔ خدا ان کو پکڑیگا اور یہ خدا کا بندہ اکیلا رہیگا اس کے ساتھ کوئی شریک نہ ہوگا حق آگیا اور باطل بھاگ جائیگا۔ ایک شخص کی موت قریب ہے۔ خدا ہر ایک بوجھ کو آپ اٹھائیگا (اسکے معنے ابتک معلوم نہیں ہوئے آئندہ خدا قادر ہے کہ تفصیل ظاہر کر دے)۔ جو شخص تیری خدمت کرتا ہے اس نے ایسا کام کیا کہ گویا سارے جہان کی خدمت کی اور جو شخص تجھے دکھ دیتا ہے اس نے ایسا کام کیا کہ گویا ساری دنیا کو دکھ دیا۔ اس کے بعد ایک اور الہام ہے جسکے اظہار کی اجازت نہیں۔"

ان الہامات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مصدق ومکذب کیلئے کئی نشان ہیں دیکھو ایک طرف تو اللہ تعالیٰ حضور مغفور کو ایک پاک اور پاکیزہ لڑکے کی بشارت دیتا ہے اور دوسری طرف موت کے الہام نازل ہو رہے ہیں۔ جسکی بنا پر حضرت اقدس نے الوصیت کو بھی شایع کر دیا اور یہاں بھی موت قریب کا الہام موجود ہے۔ جس سے ہر ایک عقلمند حقیقت شناس کو جو پیشگوئیوں کے سمجھنے کا مذاق رکھتا ہو ماننا پڑیگا کہ اس جگہ لڑکے کے پیدا ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ کی وفات قریب تھی۔ اسلئے اللہ تعالیٰ آپ کو خوشخبری دیتا ہے کہ آپکی جگہ آپ کا لڑکا جانشین ہوگا جسکی ام المومنین اپنی زندگی میں امیر المومنین پاکر پھر تازگی اور تازہ زندگی کی واپسی دیکھے گی۔ الہام میں لفظ ردہا بھی جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خلافت پھر آپکے گھر میں واپس پہنچیگی اور ساتھ ہی یہ خبر دیتا ہے۔ کہ یہ واپسی جلد ہوگی اور یہ بھی اس الہام سے ظاہر ہے کہ غلام زکیا کو بعض ایسے اشخاص سے جنکا یہ گمان ہوگا کہ ہم ہی اس خلافت کا بوجھ اٹھانے والے ہیں اکیلا ہونا پڑیگا اور اللہ تعالیٰ خود ہی یہ سب بوجھ اٹھائیگا۔ چنانچہ جب میری نظر الہام کے ان دو جملوں پر پڑتی ہے کہ یبقی وحدہ لاشریک لہ معہ۔ (یہ خدا کا بندہ اکیلا رہیگا۔ اسکے ساتھ کوئی شریک نہ ہوگا) اور ان اللہ یحمل کل حمل (خدا ہر ایک بوجھ آپ اٹھائیگا) تو پھر مجھے ان لوگوں پر خواہ اپنے ہوں یا بیگانے تعجب آتا ہے جو ایسی صاف اور صریح پیشگوئیوں کے سمجھنے میں ٹھوکر کھا رہے ہیں کیا اب بھی ان کے پورا ہونے میں کچھ کسر رہگئی ہے کہاں ہیں وہ اعتراض کرنیوالے جو اس غلام حلیم کی پیشگوئی پر ہنستے تھے آج قادیان میں آکر دیکھیں اور یہ وعدہ الٰہی کیونکر پورا ہوا اور کدھر ہیں وہ ہمارے مہربان جو اس غلام زکیا کو اپنے جتھے کے ماتحت رکھنا چاہتے ہیں اور یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم ہی اس بوجھ کے اٹھانیوالے ہیں۔ خدا کے واسطے لاشریک معہ پر غور کریں جب اللہ تعالیٰ فرمایا ہے کہ یہ خدا کا بندہ اکیلا رہیگا تو اپنے علم و مال کے زور پر کیوں اس پاک اور پاکیزہ وجود کو پیغام جنگ سنا کر دکھ دے رہے ہو ہمنے دیکھا ہے کہ بڑے بڑے اہل علم و اہل دولت اس گھر کا مقابلہ کرتے کرتے آخر تھک گئے۔ اب یہ کیا فایدہ اٹھائینگے سر بادر کہیں ان اللہ یحمل کل حمل۔ الٰہی سب بوجھ اٹھائیگا۔ اور کوئی نہیں جو اس فضل کو روک سکے ان فضل اللہ لآت لیس لاحد ان یرد ما اتی۔ خدا کا فضل آنیوالا ہے اور کوئی نہیں جو اس کو رد کر سکے (دیکھو اربعین صفحہ ۳۰) اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ اس فضل کو روکنے میں لوگ کوشش کرینگے اسواسطے اس نے پہلے ہی سے خبر دیدی تا دنیا میں حضرت مغفور کی صداقت کا ایک بھاری نشان قایم ہو (کرم داد از دولمیال)

ایک رؤیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام

۱۹ اور ۲۰ مارچ ۱۹۱۴ء کی درمیانی شب کو میں نے دیکھا کہ گاڑی میں سے سیالکوٹ کے اسٹیشن پر میں اترا ہوں اور آرام کیلئے سرائے مہاراجہ کیطرف روانہ ہوا۔ تو دیکھتا کیا ہوں کہ سرائے میں ایک عظیم الشان جلسہ ہو رہا ہے میں نے دیکھنا چاہا کہ یہ کیسا جلسہ ہے آدمیوں کے بیچوں بیچ زور سے میں جب آگے گیا تو حضرت مسیح موعود مجھکو سامنے ایک نہایت نفیس چوکی پر بیٹھے ہوئے دکھائی دیئے اور انکے داہنی جانب حضور خلیفۃ المسیح کھڑے رو رہے ہیں اور زور زور سے ایک لکچر کا مضمون پڑھ رہے ہیں۔ جب میں نے یہ نظارہ دیکھا تو دل تڑپ اٹھا حضور کی قدمبوسی کیلئے زور دیا اور میں جوں توں کرکے حضور اقدس کے قدموں کے نزدیک پہونچ ہی گیا۔ السلام علیکم اور مصافحہ کیا اور حضور نے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ میاں فضل احمد آج تم کہاں سے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ حضور قادیان سے آرہا ہوں۔ پھر فرمایا قادیان کا کیا حال ہے۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضور بیٹے جناب میاں صاحب کو اپنا امام بنا لیا ہے۔ مگر افسوس کہ بعض احباب حضور میاں صاحب کی سخت مخالفت کر رہے ہیں (غصہ کی آواز میں) فرمایا کہ تم واپس قادیان کب جاؤگے۔ میں نے عرض کیا کہ

کہ انجمن کو توڑنے کی فکر ہے ہمیں انجمن سے نکالا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اب بزرگان قوم خدا کے لئے سوچو کہ جس شخص کی غرض محض خدا کی رضا اور اعلائے کلمۃ الاسلام ہو اس کی نسبت کہ اس کا عہدہ کیا ہے؟۔ اور اس کی پوزیشن کیا؟ اگر ... انجمن کی غرض یہی تھی جو ظاہر کیجاتی ہے تو پیر ٹرسٹی کے بعد جدید انجمن کی کیا ضرورت؟ اور اس انجمن کے بعد صدر انجمن میں ... بیٹھے رہنے سے کیا مقصد؟۔

"کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے"

میں کھول کر کہونگا کہ دراصل یہ انجمن جو جدید لاہور میں قایم کیگئی ہے وہ قادیان کی صدر انجمن کے بالمقابل ایک مسجد ضرار کا رنگ رکھتی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو قطعاً بیزاری کا اظہار کرنا چاہیئے اور اس میں ہرگز شامل نہ ہوں"

میں یہانتک لکھ چکا تھا کہ الفضل کا تازہ پرچہ میرے پاس پہونچا۔ اور اس میں حضرت امیرالمومنین کا اعلان میری نظر سے گذرا جس کو دیکھ کر میں نے سجدہ شکر کیا کہ خلیفۃ اللہ کے جانشین نے قوم کو آگاہ کرنے کیلئے خود قلم اٹھالیا ہے اور انشاء اللہ یہ مفید اور بابرکت ہوگا۔ اس لئے میں اس تحریر کے نیچے اسے بھی شایع کردیتا ہوں۔ والعبد المحرر۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اعلان

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

گو اس وقت چند ممبران مجلس معتمدین نے تقریر و تحریر کے ذریعہ سے یہ بات اپنے ہمخیالوں میں پھیلانی شروع کی ہے کہ وہ قادیان چندہ نہ بھیجیں کہ اس میں ان کے اموال کے ضایع ہونے کا خطرہ ہے۔ لیکن چونکہ خود صدر انجمن احمدیہ نے مجلس کی حیثیت سے میری کسی قسم کی مخالفت ابتک نہیں کی۔ اسلئے میں نہیں چاہتا کہ انجمن کے چندوں میں کسی قسم کی رکاوٹ ہو۔ بہت سے احباب خطوط کے ذریعہ مجھ سے پوچھتے ہیں۔ کہ ہم چندہ لکا کیا کریں آیا انجمن کو بھیجیں یا نہ بھیجیں۔ ان سب دوستوں کی اطلاع کیلئے ایسا ہی ان دوسرے احباب کی اطلاع کیلئے جو میرے ہاتھ پر بیعت کرچکے ہیں میں اس اشتہار کے ذریعہ اعلان کرتا ہوں کہ چندے برابر صدر انجمن میں آنے چاہئیں۔ ہاں چونکہ ابھی تک مجھے اطمینان نہیں کہ انجمن اس موجودہ فتنہ میں کیا حصہ لے گی۔ اس لئے میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ انجمن کے سب چندے میری معرفت ارسال ہوں میں انہیں خزانہ انجمن میں داخل کرکے انجمن کی رسید بھجوا دونگا۔ ایسے مقامات جہاں کے سکرٹری یا محاسب نے ابھی تک بیعت نہیں کی وہاں یہ انتظام ہوسکتا ہے کہ اگر محاسب یا سکرٹری اس انتظام کو منظور کرلیں تو فبہا ورنہ انکی بجائے کوئی اور شخص مقرر کردیا جاوے۔ جو مبائعین کا چندہ وصول کرکے بھیجدیا کرے۔

میں یہ بات بھی کہدینی مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ لوگ چندوں میں کسی قسم کی سستی نہ کریں بلکہ آگے سے بھی زیادہ چستی سے کام لیں تاکہ ان کاموں میں رکاوٹ نہ ہو جو حضرت صاحب نے جاری کئے تھے اور ہر شخص جو بڑھ کر حصہ لیگا۔ خوب سمجھ لے کہ خدائے تعالیٰ کے ہاں اس کی قدر کیجائیگی اور اللہ تعالیٰ اُسے بہتر سے بہتر بدلہ دیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

میں انجمن کو نقصان نہیں پہونچانا چاہتا۔ بلکہ اُسے مضبوط بنانا چاہتا ہوں۔ اس وقت تک میں دیکھوں کہ سلسلہ کے فواید کو کوئی نقصان نہیں پہونچایا جاتا یا اتحاد کے خلاف کوئی کارروائی کیجاتی ہے اس انتظام کو پسند کرنا چاہتا ہوں لیکن چونکہ میرا فرض ہے کہ جماعت کو ایک نقطہ پر جمع کروں اسلئے خواہ اس کام میں میرے راستہ میں کتنی ہی مشکلات پیش آئیں اللہ تعالےٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے توفیق دیگا۔ کہ جرأت سے ہر ایک دقت کا مقابلہ کروں؟

میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ میرا ساتھ دینگے یا نہیں؟ میرا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے اور اسکے سوا کوئی نہیں جو میرا کوئی نقصان کرسکے یا مجھے کوئی نفع دیسکے۔ میں اگر میں لوگوں کے جذبات کے ماتحت چلکر اتحاد جماعت کے خیال کو چھوڑدوں تو اس سے صاف ثابت ہوگا کہ میں حکومت کا خواہاں ہوں نہ خادم سلسلہ ہوں پس میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ اسکی توفیق سے میں ہر ایک ایسی تدبیر کرونگا۔ جس سے جماعت کو پھر ایک فرد واحد کے ہاتھ پر جمع کرنا ممکن ہو اور میں اللہ تعالےٰ پر امید رکھتا ہوں کہ وہ میرا دل بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کیطرح مضبوط کردے اور میں بھی کہہ سکوں کہ خواہ تم سب مجھے چھوڑدو اور جنگل کے درندے بھی میرے مخالفوں کے ساتھ ملکر مجھ پر حملہ کریں تو میں اکیلا ان کا مقابلہ کرونگا جب تک کہ وہ میرے ہاتھ پر اسی طرح اکٹھے نہ ہوجاویں جسطرح کہ خلیفہ اول کے ہاتھ پر اکٹھے ہوگئے تھے۔ واللہ المستعان۔

دوسری بات میں یہ بھی کہنی چاہتا ہوں کہ آئندہ انجمن کے چندوں کے علاوہ کوئی چندہ آپ اس وقت تک دیں جب تک کہ میری طرف سے اجازت شایع نہ ہو کیونکہ اس سے ابتک جماعت کو بہت کچھ نقصان ہوچکا ہے اور آیندہ خطرہ ہے خواہ کیسے ہی مفید کام کیلئے چندہ کی تحریک ہو۔ اگر میری اجازت سے شایع ہوئی ہے تو اس میں چندہ دیا جاوے ورنہ نہیں۔ میری اس نصیحت کو یاد رکھو اور اپنی انجمنوں کے دفاتر یا اپنے اپنے گھروں میں لٹکا رکھو یہ ایک ایسی بات ہے جس سے تمہاری طاقت بہت کچھ مضبوط ہوجاویگی اور ہر ایک کام تبھی مفید ہوسکتا ہے جبکہ ایک مرکز کے ماتحت ہو۔ ایک اور بات بھی ہے جس سے آپ لوگوں کو اطلاع دینا مناسب معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ ابھی میں نے ایک اشتہار پڑھا ہے۔ جسمیں لاہور میں ایک انجمن اشاعت اسلام قایم ہونے کی خبر دیکر چندہ کی اپیل کیگئی ہے۔ چونکہ یہ انجمن خلافت کے خلاف اور قادیان کے باہر ایک مرکز قایم کرنے کیلئے بنائی گئی ہے۔ جیسا کہ اس اعلان سے ظاہر ہے۔ اسلئے تمام احمدی انجمنوں اور افراد کو جو میری بیعت کرچکے ہیں۔ میں اطلاع دیتا ہوں کہ وہ اس میں کسی طرح کا حصہ نہ لیں اور نہ اس کے ممبر بنیں۔ اور نہ اس میں چندہ دیں۔ کیونکہ اس کی غرض تمہارا مقابلہ اور سلسلہ احمدیہ کو کمزور کرنا ہے خوب یاد رکھو کہ انہیں کاموں میں برکت ہوگی جو خلیفہ کے ماتحت کئے جاوینگے۔ اور جن کا ایک مرکز سے تعلق ہوگا۔ والسلام

خاکسار میرزا محمود احمد۔

حضرت سید حامد شاہ صاحب نے بیعت کرلی

میرے محترم مخدوم حضرت میر حامد شاہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص اور محبوب دوستوں میں سے ہیں شاہ صاحب کے متعلق میرے مخدوم و محسن! حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ان میں صفات انبیاء ہیں اور فی الواقعہ وہ ایک نہایت نیک نفس اور سعید الفطرت بزرگ ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے محبت و ارادت انکی خمیر میں ہے۔ موجودہ ابتلاء کے وقت مجھے حیرت تھی کہ انہوں نے خلافت کے منکرین کی مجلسوں میں شامل ہوکر بعض موقعوں پر انکی تائید کیوں کی؟ اور پھر میری حیرت اور بھی بڑھ گئی جب میں نے دیکھا کہ لاہور میں انہیں ہی خلیفہ بنایا گیا میری حیرت بجا تھی کیونکہ جو جو ابات آنکی طرف سے شایع ہوچکے تھے وہ بالکل صاف تھے بہرحال اب حقیقت کھلی کہ شاہ صاحب کی غرض اور نیت نہایت نیک اور اخلاص پر مبنی تھی۔ معزز ہمعصر الفضل نے شاہ صاحب کی بیعت پر جو کچھ لکھا ہے وہ ایک قابل غور سوال ہے۔ اور دیکھنا چاہیئے کہ لاہوری بزرگ اب کہانتک اپنے اخلاص اور نیک نیتی کا ثبوت واقعات کی بناپر دیتے ہیں بہرحال میں شاہ صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انکی نیکیوں اور دعاؤں کو بارور فرمایا۔ (ایڈیٹر)

معزز ہمعصر لکھتا ہے :۔ کہ اصحاب لاہور نے یہ مان لیا ہے۔ بلکہ **ان تمام اہل الرائے صاحبوں نے** اپنی مجلس شوریٰ میں یہ ریزولیوشن پاس کیا کہ **سید حامد شاہ صاحب** سلسلہ کے ایک ملہم۔ پارسا اور متقی بزرگ ہیں (دیکھو پیام نمبر ۱۰۔ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۱۴ء صفحہ ج) بلکہ انہیں خلیفہ مجاز قرار دیا۔ اور اس کے بعد ۳۱ مارچ کے پیام میں تحریر فرماتے ہیں کہ **سید حامد شاہ** صاحب کی خدمت میں عرض کیگئی کہ آپ بزرگ ہیں۔ آپ ہم کو خدا کے لئے مشورہ دیں۔

"ہم سب کے لئے حضرت صاحبزادہ صاحب کی بیعت موجودہ حالات میں ضروری ہے تو آپ فرمائیں تا ہم سب ملکر ان کی بیعت کرلیں"

یعنے آپ کو **سید حامد شاہ صاحب** پر پورا اعتماد ہے چلئے اب مفصلہ ذیل خط کو پڑھ کر آپ سید حامد شاہ صاحب ہی کی بات مان لیں۔ جو آپ کے اقرار کے بموجب ملہم پارسا۔ متقی بزرگ ہیں۔ اور جنکے فرمانے پر آپ سب بیعت کو تیار ہیں؟ وہ نہ صرف زبان سے بلکہ اپنے عمل سے آپ صاحبان کی خدمت میں عرض کررہے ہیں۔ کہ **اس کشتی پر سوار ہوجائیے۔**

میر حامد شاہ صاحب کا مکتوب نقل کرنیسے پہلے ضروری سمجھتا ہوں کہ سیدنا خلیفۃ المہدی کا ایک رویا لکھدیا جاوے جو آپ نے اپنے دوستوں کو سنایا تھا اور آج اس کے مطابق یہ چٹھی ہمارے ازدیاد ایمان کا موجب ہوئی۔

× × × × × × × × × × × × × × × ×

سید المؤمنین کا رویاء

خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کی نہر ہے۔ اور اس میں نہایت شفاف پانی ہے کہ نیچے کی زمین صاف نظر آتی ہے اس نہر میں ایک تختہ لکڑی کا کشتی کے طور پر پڑا ہوا ہے اور میں اور سید حامد شاہ صاحب اور ایک بچہ جسکی عمر کوئی چار پانچ سال کی ہوگی یا اس کے قریب۔ ہم تینوں اس پر بیٹھے ہیں۔ اور شیخ عبدالرحمان صاحب قادیانی اس کو چلاتے جاتے ہیں اتنے میں میں نے کہا کہ چلو واپس گھر چلیں۔ اور دیکھا۔ کہ مغرب کی طرف سے سرخی نمودار ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سخت طوفان ہے اور شاہ صاحب کو کہتا ہوں کہ کشتی تو شاید دیر سے پہنچے۔ چلیں ہم پیدل جلدی سے گھر پہنچ جائیں ایسا نہ ہو طوفان آجاوے۔ چنانچہ ہم کشتی سے اتر کر کنارہ کنارہ گھر کیطرف چل دیئے۔ اور شیخ عبدالرحمان صاحب قادیانی کو کہا ہے کہ آپ کشتی پیچھے لے آئیں۔

مکتوب سید حامد شاہ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی ۔ سیدنا و امامنا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

میرا نام اپنی خالص دعاؤں کے ساتھ فہرست بیعت کنندگان میں درج فرمالیا جاوے۔ میں نے جو مختصر تحریر اس نیاز نامہ کے ساتھ شامل کی ہے احباب سلسلہ کی واقفیت کیلئے اس کا طبع ہو جانا ہی جس صورت میں کہ وہ ہے مناسب ہے:۔

خاکسار میر حامد شاہ از سیالکوٹ۔

ما نہ بودیم بدیں مرتبہ راضی غالب ۔ جذبۂ عشق کشد جانب یار ما را

سیدنا و امامنا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات کے بعد سلسلہ احمدیہ میں جو تفرقہ پیدا ہؤا ہے اس کی بنیاد خلافت جدیدہ کا وہ انتخاب ہے۔ جو حضرت صاحبزادہ صاحب جناب میاں میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کے متعلق ہؤا۔ جس طریق سے یہ انتخاب ہؤا اور اس طریق پر معترضین نے جن دلایل اور وجوہات سے اختلاف کیا وہ اخبارات و رسالہ جات شایع شدہ میں ذکر ہو چکے ہیں بندگان نے بالمقابل پوری آزادی سے اپنے خیالات اور آراء کے پیش کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ پس مخالف اور موافق کیلئے کوئی ایسی حالت منتظرہ باقی نہیں جس کا ذکر اب ضروری ہو۔ چونکہ میں اس وقت صرف اپنے لئے فیصلہ کرنے کے مقام پر کھڑا ہؤا ہوں۔ اسلئے مجھے اپنی غرض کا اظہار مقصود ہے۔ میرا دخل اس مخالفت میں صرف اس نیت سے رہا کہ کوئی صورت باہمی قرارداد سے ایسی قایم ہو جاوے کہ موجودہ اختلاف دور ہو کر اتفاق سے ملکر کام کرنے کی صورت پیدا ہو جائے اور حضرت مسیح موعود و خلیفۃ المسیح کے زمانوں کیطرح ساری کی ساری جماعت بجا آوری خدمت میں مصروف رہے اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر علیم ہے کہ میری نیت اتنک یہی یہی ہے۔ میں نے جس جلسہ میں حصہ لیا ہے یا اظہار رائے کیا ہے۔ میری یہی غرض رہی ہے۔ اور شایع شدہ کاروائیاں بھی میری اس نیت پر روشنی ڈالتی ہیں مجھے اس وقت اپنی صفائی نیت کیلئے کوئی مزید ثبوت دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ آخر کار جو انجام جلسوں کا ہؤا وہ ظاہر ہے اور مخالف اصحاب نے جو طریق کام کرنے کا اختیار کرنا چاہا۔ وہ پوشیدہ نہیں رہا۔

میں نے بجائے خود اس نتیجہ کو جو پیدا ہؤا بڑے درد دل سے محسوس کیا اور اپنی طاقت اور ہمت کو قاصر پایا کہ اختلاف کرنے والے بندگان خدا کا ساتھ دوں

اور جو سیدان قادیان سے باہر انہوں نے اپنی خدمات کیلئے اختیار کیا ہے۔ اس میں داخل ہو جاؤں اُنکی طاقتیں شاید زبردست ہیں۔ اور وہ حق رکھتے ہیں کہ ایسا کریں اور شاید ان کو کوئی مجبوری ہے۔ جسکی وجہ سے وہ اس طریق پر کاربند ہونیکے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ اس سے کیا نتیجہ پیدا ہونا ہے اور پیلک کے ساتھ اس نے کیا تعلقات ہوں۔ بہرحال میں اپنی درماندگی کی وجہ سے کنارہ کش ہو کر انکی خدمت میں ملتجی ہؤا۔ کہ میں

اس طریق سے آپ کے ساتھ کام کرنے کے ناقابل ہوں۔ قادیان کا مرکز جو مسیح موعود کا دوارہ ہے چھوٹ جانا ایک موت ہے۔ جس کو میں برداشت نہیں کر سکتا گو مقتضائے زمانہ کچھ ہی ہو۔ میرے بزرگ احباب نے میری اس کنارہ کشی کو نہایت تعجب سے دیکھا۔ اور اسطرح قطع تعلق پر حیرت ظاہر کی۔ مگر باوجود میری اس بے تعلقی کے بھی مجھ پر حسن ظن رکھا میں نے ان کو تسلی دی کہ جب اس طریق پر آپ اپنے مشن کیلئے کام کرنیکو تیار ہیں۔ اور اشاعت اسلام ہی آپ کا مقصد ہے جو حق ہے تو پھر آپ کام کرنے کے مجاز ہیں۔ اور میں آپکا کسی صورت میں بھی مزاحم ہونا جایز نہیں سمجھتا اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ اس کی کیا مرضی اس تفریق میں ہے خدا انجام بخیر کرے۔ مگر میری غرض چونکہ پوری نہیں ہوئی اور خدا جانے کہ اسکے پورا ہونے کا کونسا وقت اور کس طرح مقدر ہے۔ اسلئے میں اپنی فطرت کے لحاظ سے مجبور ہوں اور خاندان نبوۃ کی محبت مجھے اسی پر آمادہ کرتی ہے کہ میں اسکی عزت و احترام کیلئے ادب کے مقام پر کھڑا ہو جاؤں میں اسکی مخالفت کیحالت میں اپنی ایمانی لذت کو قایم نہیں رکھ سکتا۔ میری اندرونی طاقتیں میرے روحانی تعلق کو ایسی لمبی مخالفت میں محفوظ نہیں رکھ سکتیں۔ خواہ مجھ کو کوئی بزدل یا کمزور کہدے میں مجبور ہوں۔ میں بہرحال جس میں میرا مولا کریم مجھے رکھیگا آپ صاحبان کیلئے دست بدعا رہونگا۔ اور نصح اور خیر خواہی کے لحاظ سے مجھے آپ سے وہی محبت ہوگی جو کسی مسکین خداترس دل کو ہونی چاہیئے۔ اب میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں اور میں اپنے مولا کریم سے اطمینان قلب کیلئے کوئی راہ طلب کرونگا۔ میری ان باتوں سے میرے دوستوں کے دل پشیمان ہوئے اور میں افسوس کرتا ہوں کہ میں انکی تکلیف کا باعث ہؤا اور میری وجہ سے ان کو آزردگی پیدا ہوئی۔ مگر وہ توۃ جو مجھ میں کسی کی محبت اور عزت اور ادب کیلئے باربار جوش مارتی تھی اپنا کام کرنے سے نہ رہ سکی اور آخر کار میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں خلافت

کے دامن کے نیچے اپنے آپ کو لے آؤں اور اس سے

باہر نہ رہوں اور اپنی طبیعت کو دایمی پریشانی اور خلجان سے نجات دیدوں! ۔ واللّٰہ علےٰ ما نقول وکیل و نعم المولیٰ و نعم النصیر۔ میرے دوستو! اور مخلص مہربانوں اور عزیزوں کو اب آزادی ہے کہ وہ اپنی طاقتوں سے کام لیں وہ بُت ٹوٹ گیا جو کسی وجاہت یا حیثیت کے لحاظ سے ان میں کھڑا تھا۔ اب وہ آزاد ہیں۔ میرا دل ان کی محبت سے خالی نہیں ہؤا۔ میں ان کا دعاگو ہوں۔ ان کا دکھ میرا دکھ اور انکی خوشی میری خوشی ہے۔ میں کسی حال میں ان سے جدا نہ ہونگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی غلامی مجھے ہرگز کسی ایسی ناگوار حرکت کی اجازت نہ دیگی جو بنی نوع انسان یا کسی میرے مہربان کی آزردگی کا باعث ہو۔ کیونکہ میں اپنے آقا حضرت مسیح موعود کے خلف اکبر حضرت سیدنا محمود کو ہر حال میں اسم بامسمیٰ محمود سمجھتا ہوں اور حضرت مرحوم و مغفور کی ذریت طیبہ کی نسبت سب دعاؤں کو مستجاب مانتا ہوں جو بڑے سوز و گداز اور رقت کی حالت میں میرے پیارے مسیح کی زبان الہام ترجمان سے نکلی ہیں۔ میں اخیر میں انصار اللہ کی خدمت میں یہی عرض کرتا ہوں اور وہ ایک مسکین ناصح بھائی کی عرض کو قبول کریں کہ وہ اپنے سے بظاہر جدا ہونے والے بھائیوں کو جو اس کے اختلاف کی وجہ سے جدا ہوئے ہیں۔ نفرت یا حقارت سے نہ دیکھیں ہر ایک نفسانی جوش سے بکلی الگ ہو جاویں۔ اور ان کو اپنے حسن اخلاق کی زنجیر میں ایسا جکڑیں کہ وہ کشاں کشاں پھر اُن کے سینوں کے ساتھ آلگیں **اور خلافت محمودؓ کی ان برکتوں سے جو آئندہ ظاہر ہونے والی ہیں بہرہ ور ہوں۔** اور وہ وقت پھر آجائے کہ ہم سب ملکر خدائے زمین و آسمان کی توحید کے گیت گائیں اور ہمارے مسیح کی تعلیم چاروں کونوں میں پھیلے۔ اس طوفان عظیم سے جو اب برپا ہو گیا ہے نجات پانے کے لئے ہم مسیح کی تیار شدہ کشتی نوح پر سوار ہو جائیں اور اس تعلیم کو واقعی عمل میں لائیں۔ جو اس میں درج ہے تاکہ دوسروں کو بھی اس کشتی پر سوار ہونیکی رغبت ہو اور اس طرح سے ہم انکی نجات کا باعث ہوں۔ میں خلافت محمودؓ سے اختلاف کرنے والے بزرگوں کو پھر عرض کروں گا کہ وہ سلسلہ کی مجموعی اتفاق کی طرف بار بار توجہ کریں۔ اور کوئی موقعہ خواہ وہ کیسا ہی ہو ہاتھ سے نہ دیں کہ ساری برکت اسی میں ہے میں ان سے معافی مانگتا ہوں اور یہ شعر پڑھ کر ان کو مطمئن کرتا ہوں ؎

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن ۔ نہ جاہا سپر باید انداختن

وافوض امری الی اللّٰہ واللّٰہ بصیر بالعباد و العاقبۃ للمتقین و اٰخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلوٰۃ والسلام علےٰ رسولہ محمد و علےٰ اٰلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

(خاکسار میر حامد شاہ سیالکوٹ)

اطلاع

اخبار الحکم کا مقررہ حجم آٹھ صفحہ ہے مگر وہ بوجہ اشاعت سہ مقررہ حجم سے زیادہ پر شایع کیا جا رہا ہے۔ چونکہ درستی حساب حساب کے لئے یہ ضروری ہے کہ حساب جنوری سے ہی رہے۔ اس لئے اس طرح پر یہ کمی پوری ہوتی رہے گی۔ اور اسی وجہ سے بعض نمبروں کو دو دو نمبر کے رنگ میں شایع کیا جاویگا۔ اس سے یہ غرض نہ ہوگی کہ وہ آئندہ کسی تاریخوں کا مجموعہ ہے بلکہ گذشتہ کمی کو پورا کرنے کے واسطے صرف یہ صورت کی گئی ہے۔ ناظرین مطلع رہیں

(ایڈیٹر)

شہاب ثاقب حصہ سوم بر مطاعن کاذب

وہ تقریر جو حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے بتاریخ ۲۲ مارچ ۱۹۱۴ء بروز اتوار ساڑھے چار بجے شام مسجد احمدیہ واقعہ احمدیہ بلڈنگس لاہور میں احمدی احباب کے روبرو فرمائی یہ تقریر در حقیقت اس خطبہ جمعہ کا بقیہ حصہ ہے جسکا ذکر کہ پہلے ہو چکا ہے

ایہا الاحباب پہلے جمعہ کے روز جس آیت اور حدیث کو پڑھا تھا۔ اس کا ایک نصف حصہ رہ گیا تھا۔ افسوس کہ آج ہمارے بعض اون احباب کو کسی سخت ضرورت کیوجہ سے فرصت نہیں ہوئی جن کو میں وہ نصف بقیہ سنانا چاہتا تھا۔ مگر وہ تشریف نہیں لائے اس لئے جو احباب حاضر ہیں وہ غیر حاضرین کو پہونچا دیویں

فلیبلغ الشاھد الغائب

ظاہر ہے کہ میری آخری عمر ہے لب گور بیٹھا ہوا ہوں قریب تر اللہ تعالے کی جناب میں حاضر ہونے والا ہوں۔ چند انفاس باقی ہیں۔ میں اس واسطے حاضر ہوا تھا کہ آپ لوگوں کی زیارت کرلوں۔ اور چند کلمات ضروری التبلیغ آپ تک پہونچا دوں واضح ہو کہ شریعت اسلام میں ایک اہم اور ضروری مسئلہ جو بہت ہی ضروری ہے۔ جسے ہر ایک مومن کو جو زمانہ خلافت علے منہاج النبوۃ میں موجود ہو سمجھ لینا چاہیئے۔ زمانہ بعثت امام میں وہ خلافت اور امامت کا مسئلہ ہے فرایض پنجگانہ کو ادا کر لینے کے بعد اس مسئلہ کو سمجھنا ضروری ہے خاکسار نے خطبہ جمعہ میں ایک حدیث پڑھی تھی یعنی من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ جو حضرت نے بھی رسالہ ضرورت امام میں لکھی ہے۔ یعنے جس شخص نے امام وقت کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ یعنی زمانہ بعثت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیشتر جو لوگ مرگئے اور انکی موت جاہلیت کی موت واقع ہوئی۔ ویسے ہی امام کے زمانہ بعثت میں امام کو نہ پہچاننے اور نہ ماننے کی حالت میں موت جاہلیت کی واقع ہوگی۔ چہ جائیکہ اسکی تکذیب کیجاوے۔ حضرت اقدس نے اسی ایک حدیث کی شرح میں ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے اور امام کے نہ پہچاننے کو بڑا خطرناک موجب سلب ایمان کا (نعوذ باللہ منہ) قرار دیا ہے۔ ثم نعوذ باللہ منہ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ زمانہ کا جو امام ہو اس کو ضرور پہچاننا فرض ہے۔ پھر آیت استخلاف میں بڑی تہدید موجود ہے۔ ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون ط اور یہ بات ضرور یاد رکھو کہ میں جو آیت وعید کی بیان کرونگا۔ اس میں اپنے نفس کو مخاطب کرتا ہوں کیونکہ اداب تلاوت قرآن مجید میں لکھا ہے کہ جب مومن تلاوت قرآن مجید کی کرے تو اپنے نفس اور روح کو مخاطب کر لیا کرے۔ خواہ احکام اوامر میں سے ہوں یا نواہی میں سے۔ علیٰ ھذا القیاس قصص قرآن مجید سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے اسلئے قرآن کریم کو اللہ تعالےٰ نے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم سے شروع کرنیکا حکم دیا ہے۔ اور قل اعوذ برب الناس ط ملک الناس۔ الہ الناس ط من شر الوسواس الخناس ہ الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس ط پر ختم فرمایا ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ نفس انسانی شیطان بھی ہو جاتا ہے اور تلاوت قرآن مجید میں طرح طرح کی وساوس پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو محفوظ رکھے دیکھو ہمارے ایک بڑے دوست نے قل اللہ ثم ذرھم کو کیسے غلط معنے پر چسپاں کیا ہے (نعوذ باللہ منہ) اور یہ میں ثابت کر چکا ہوں کہ یہ ہمارا دور پانچواں دور ہے جو حدیث امام احمدؒ اور بیہقی میں ارشاد ہوا ہے کہ ثم تکون الخلافۃ علے منہاج النبوۃ اور یہ فخر خلافت علے منہاج النبوۃ کا ہمیں کو حاصل ہے لا غیر جیسا کہ شراح حدیث نے لکھا ہے کہ یہ پانچواں دورہ خلافت علے منہاج النبوۃ کا زمانہ عیسےٰ اور مہدی کا ہوگا۔ اور خلیفہ کا ایک ہونا دلایل قطعیہ عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے جیسا کہ آگے آتا ہے۔ اب دیکھو تمام نظام عالم کو جدہر نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں تو کثرت کا رجوع وحدت کی طرف پاتے ہیں۔ نظام شمسی پر نظر کرو کہ تمام ستارے آفتاب سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ وہ سب کا امام ہے حتیٰ کہ نور القمر مستفاد من نور الشمس قضیہ مشہور ہے جسقدر ماہتاب آفتاب سے حجاب میں ہوتا چلا جاتا ہے اسی قدر اس کا نور بھی گھٹتا چلا جاتا ہے اور بالآخر جب بالکل اوٹ میں ہو جاتا ہے تو محض تاریکی چھا جاتی ہے۔ پس یہی مثال شریعت اسلام میں امام کی سمجھو۔ دوسرے نظام عالم کے بھی اسی طرح پرکھو ہیں۔ کوئی محکمہ نہیں جسکا کوئی حاکم اعلیٰ نہ ہو۔ ایک حاکم کے اوپر دوسرا حاکم ہوتا ہے یہانتک کہ بادشاہ کی نوبت آجاتی ہے۔ اسلئے شریعت اسلام نے امامت کو بڑے زور سے بیان کیا ہے پس جسطرح آفتاب کی اوٹ میں ہو جانے سے چاند کا نور کم ہو جاتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو اپنے امام سے قطع تعلق کر لیتے ہیں اپنا نور روحانی کھو دیتے ہیں ؎

ع جزو از کل قطع شد بیکار شد عضو از تن قطع شد مُردار شد

الامام جنۃ یقاتل من ورائہ پس اللہ تعالےٰ نے آفتاب سے بھی ہم کو ایک سبق سکھایا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

پھر ہم نظام روحانی پر نظر کرتے ہیں۔ تو دیکھتے ہیں کہ نماز میں جو باجماعت قایم ہوتی ہے اس میں بھی ایک ہی امام ہوتا ہے اور اس کے تمام مقتدیوں پر اس کا اقتدا فرض اور واجب ہے۔ حتیٰ کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ اذا صلے الامام جالسًا فصلوا جلوسًا۔ اگر ایک امام کی جگہ دو امام ہوں تو کوئی مقتدی قعدہ میں ہو اور کوئی قیام میں اور کوئی سجدہ میں اور کوئی رکوع میں۔ جس کس قدر انتشار اور تفرقہ لازم آجاتا ہے۔ اور نبی کریم نے اسلئے صفوں کا ٹیڑھا پن بھی پسند فرمایا ہے کہ یہ ناگوار صورت انتشار کی دیکھنے میں نہ آوے سبحان اللہ۔ ہاں مکبر حسب ضرورت چند ہو سکتے ہیں جنکی تکبیر امام کی تکبیر کے ساتھ واقع ہو۔ مگر بکثرت تکبیر نہیں ہو سکتے۔ جنکی تکبیر با اقتداے امام واقع نہ ہو۔ نعوذ باللہ منہ پس جسطرح جسمانی نظام کیلئے ایک سردار کی ضرورت ہے اسی طرح شارع علیہ السلام نے وحدت امامت پر زور دیا ہے اور نماز جماعت میں دو امام جماعت نہیں کرا سکتے۔ ہاں تکبیر کہنے والے بہت سے ہو سکتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو انتشار و تفرقہ لازم آجاویگا۔ اس مسئلہ وحدت امام پر شریعت نے بڑا زور دیا ہے جیسا کہ گزر چکا ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔ ہمارے ایک بڑے دوست نے جو رسالہ لکھا ہے اس میں بوجہ بشریت کے بہت سی غلطیاں کی ہیں۔ شاید اعوذ باللہ نہیں پڑھی اور شر وسواس خناس سے اللہ تعالےٰ کے ساتھ پناہ نہیں مانگی۔ تعامل صحابہ رضؓ سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بیعت خلافت کو تجہیز و تکفین سے بھی مقدم رکھا ہے چونکہ یہ زمانہ جو ایک آزادی اور مطلق العنانی کا زمانہ ہے اور طبایع انسانی آزادی پسند واقع ہوئی ہیں لہذا اس زمانہ میں یہ مسئلہ وحدت امامت کا نہایت ہی ضروری ہو گیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی سنت صحابہ رضؓ کے موافق عمل درآمد ہوا۔ جب نعش مبارک لاہور سے قادیان میں آگئی تو شیخ یعقوب علی صاحب میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ بعض بعض احباب نواب صاحب کے مکان پر آپ کو بلا رہے ہیں۔ میں جب گیا تو جناب خواجہ صاحب نے مجھکو مخاطب کر کے فرمایا کہ مولوی صاحب ہم سنت صحابہ رضؓ کے مطابق چاہتے ہیں کہ بیعت خلافت کرلیں یعنے حضرت مولنٰنا مولوی نورالدین صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلیں میں نے کہا کہ میں تو لاہور میں ہی آپکی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ انت صدیقنا و نحن تابعوک۔ چونکہ اسوقت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب اس جلسہ میں موجود نہ تھے ان کو بھی بلا لیا جاوے۔ چنانچہ وہ تشریف لائے پھر تجویز جلسہ بیعت کی باغ میں ہوئی۔ میں نے کہا کہ بیعت باغ میں ہی ہونی چاہیئے تاکہ حضرت اقدس کا وجود ہم میں ہی ہو اور ہم بیعت کرنے کے بعد آپکو دفن کریں۔ تو ان دونوں تعامل سے معلوم ہوا کہ بعد وفات امام برحق کے امام لاحق سے بیعت کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ صحابہ رضؓ نے بھی اس کو ضروری قرار دیا ہے اور حضرت اقدس کی وفات پر بھی ہمارے احباب نے اسی سنت پر عملدرآمد کیا اور سر اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ہرگز نہیں چاہتا کہ تفریق بین المومنین ہو جاوے۔ دیکھو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جنہوں نے علیحدہ مسجد بنا کر جماعت بنانی چاہی تھی۔ اس مسجد کا نام مسجد ضرار رکھا گیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنی کلام پاک میں اس مسجد کے بنانے پر سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

والذین اتخذوا مسجدًا ضرارًا وکفرًا وتفریقًا بین المومنین وارصادًا لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنیٰ واللہ یشھد انھم لکذبون ہ لا تقم فیہ ابدًا ط لمسجد اسس علی التقویٰ من اول یوم احق ان تقوم فیہ ط فیہ رجال یحبون ان یتطھروا ط واللہ یحب المطھرین ہ افمن اسس بنیانہ علی تقویٰ من اللہ ورضوان خیر ام من اسس بنیانہ علیٰ شفا جرف ھار فانھار بہ فی نار جھنم واللہ لا یھدی القوم الظلمین ہ لا یزال بنیانھم الذی بنوا ریبۃ فی قلوبھم الا ان تقطع قلوبھم ط واللہ علیم حکیم ط

پس ان آیات سے نص کے طور پر ثابت ہوا کہ اگر مسجد بنانے میں بھی تفریق بین المومنین پیدا ہوتی ہو تو ایسی مسجد کا بنانا بھی حرام ہے،

چہ جائیکہ کوئی دوسرا منصوبہ قایم کیا جائے جس سے تفرقہ پیدا ہو۔ دو خلیفوں کیلئے جو وعید ین قرآن مجید اور سنت صحیحہ میں موجود ہیں۔ اس کو حاضرین بھی جانتے ہیں۔ حضرت نے بیان کیں۔ اللہ تعالے نے نظام عالم میں تفرقہ کو ہرگز پسند نہیں فرمایا۔ اور ہر ایک کثرت کا رجوع وحدت کی طرف رکھا ہے۔ سبحان اللہ اس کا قول اس کے فعل کے کیسا مطابق ہے اور اس کا فعل اسکے قول کے کسقدر مطابق ہے۔ الحمد للہ

اے میرے دوستو! اب تم کو میں یاد دلاتا ہوں کہ وہ حدیث جسمیں پانچ دوروں کا ذکر ہے سنا چکا ہوں اور تم اللہ تعالے کے فضل وکرم سے پانچویں دور میں ہو۔ جو دورہ خلافت علے منہاج النبوۃ کا ہے یہ ہمکو ایک بڑی فضیلت حاصل ہے اور آخرین منھم لما یلحقو بھم کی آیت کے مصداق تم ہی تو ہو۔ ہر دو فضیلتیں تمہارے لئے کس قدر باعث فخر ہیں۔ پس جسطرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت واقع ہوئی۔ اسی طرح مسیح موعود ؑ نبی اللہ کے بعد خلافت ہونی چاہئے تھی۔ تاکہ دور خلافت علے منہاج النبوۃ مخبر صادق کی پیشین گوئی کے بموجب واقع ہو اگر ہم نعوذ باللہ یہ کہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام پر ہی سب کارخانہ فضایل کا بند ہو گیا اول تو یہ قول ایسا باطل ہے کہ کتاب اللہ کے خلاف سنت رسول کے خلاف اجماع تعامل صحابہ رضہ کے خلاف۔ اور جری اللہ فی حلل الانبیاء کے الہامات کے خلاف بغیر عقل کے بھی مخبر خلاف ہے کہ حضرت اقدس نے خود اتنی قربانیاں کیں اور دوسرے اپنی جماعت کے افراد سے بھی کرائیں۔ شہزادہ عبد اللطیف صاحب نے فضول ہی سخت مصائب اٹھا کر جان دی؟ کلا وحاشا۔ (اسنے تو سب کچھ کشفی طور پر دیکھا تھا) پھر مولوی عبد الرحمٰن صاحب اور ان کے رفیق یونہی قتل کئے گئے۔ یہ خاکسار بھی تو ریاست کی ۱۰۰ روپیہ ماہوار کی ملازمت سے اسی وجہ سے علیحدہ کیا گیا تو بتاؤ اس کا یہی انجام ہونا تھا۔ جو بعض احباب کہتے ہیں کہ نہ خلافت کوئی چیز ہے اور نہ تمام قربانیاں کچھ حقیقت رکھتی ہیں اور نہ تمام پیشگوئیاں جو انبیاء بنی اسرائیل بھی کرتے چلے آئے کچھ حقیقت رکھتی ہیں اور نہ وہ پیشگوئیاں جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں ہیں کچھ حقیقت رکھتی ہیں۔ اور نہ وہ انتظار مسیح موعود اور مہدی مسعود کا کچھ حقیقت رکھتا ہے جو علماء ربانی اور اولیائے امت مرحومہ ان کے آنے کیلئے منتظر رہکر چلے گئے اور نہ وہ الہامات جو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے ہیں کچھ وقعت رکھتے ہیں؟ جو ہزاروں رسالوں اور اشتہاروں میں تمام دنیا میں شایع ہو چکے ہیں۔ افسوس سے

"بریں عقل ودانش بباید گریست"

بہرحال اگر اب ہزار سال کے بعد آئیگا تو یہ تمام مضامین مذکورہ بالا عبث اور لغو اور خلاف حکمت ہوئے جاتے ہیں وفعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمت کما قال اللہ تعالے واوفوا بعہد اللہ اذا عاھدتم ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا ان اللہ یعلم ما تفعلون ولا تکونوا کالتی نقضت غزلہا من بعد قوۃ انکاثا ونعوذ باللہ من ھذہ الانکاث والتفرقہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکماً خبر دی تھی کہ جو کوئی مسیح موعود ؑ کو پاوے میرا اسلام پہونچا دے۔ کیا اس لئے کہ اس کا کارخانہ اس کی زندگی تک ہی محدود تھا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے تو ارشاد فرمایا کہ پانچویں دورہ میں خلافت علے منہاج النبوۃ ہوگی شراح حدیث لکھتے ہیں کہ المراد بہ زمان عیسیٰ والمہدی۔ اب دیکھو کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد دورہ خلافت علے منہاج النبوۃ کا واقع ہوا ہے اسی طرح مسیح نبی اللہ کے بعد دورہ خلافت علی منہاج النبوۃ کا ہوگا۔ لیکن افسوس کہ دوسری طرف ہمارے بعض دوست اس کا وقوع ہزار سال میں سناتے ہیں۔ معلوم نہیں کیا ہو گیا ہے سے

چشم باز وگوش باز و این ذکا - خیرہ ام در چشم بندی خدا -

آیت کے سیاق پر نظر ڈالی جاوے۔ آیت یہ ہے:-

یستعجلونک بالعذاب ولن یخلف اللہ وعدہ و ان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون ۔ مراد آئی اس یوم سے مامور من اللہ کا یوم ہے۔ جیساکہ بعض آیات میں ایام اللہ مذکور فرمائے گئے ہیں۔ اور ان سے مراد وہی ایام ہیں جن میں مکذبین کیلئے عذاب نازل کئے گئے ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ ایک دن مامور من اللہ کا تمہارے ہزار سال کے برابر ہوتا ہے یعنے ایک دن اللہ تعالے ان کو وہ کامیابی دیتا ہے جو تم ہزار برس میں بھی نہیں کر سکتے۔ اور مفسرین اس یوم سے مراد قیامت کا دن بھی لکھتے ہیں۔ ہم کو اس سے بھی انکار نہیں۔ لیکن جس معنے پر ہمارا دوست کہتا ہے وہ ہرگز ہرگز مراد نہیں ہو سکتے۔ جس سے تمام کارخانہ بعثت مسیح موعود لغو اور عبث ہوا جاتا ہے۔ ایک ذرہ اس آیت پر بھی تو غور کرو کہ افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما ورحمۃ پس اللہ تعالے کے دن وہ ہوتے ہیں جن میں نبی یا رسول بھیجا جاتا ہے۔ اور ان کے انکار پر سزا نازل ہوتی ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ مامور من اللہ کا ایک دن ہزار برس کے برابر ہوتا ہے دیکھو حضرت اقدس کی بعثت نے وہ کام کیا کہ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین ۔ کی پیشگوئی کو تھوڑے ہی دنوں میں ہمیں پورا کرکے دکھا دیا اور ہمنے یہ پیشگوئی پورے ہوتے ہوئے دیکھ لی۔ دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت سید المرسلین ۲۵ سال تک بکریاں چراتے رہے۔ گویا چالیس سال تک وہ نعوذ باللہ کس مپرسی کی حالت میں ہی رہے۔ اس لئے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تم ہزار برس میں ایسا کام نہیں کر سکتے جو اللہ تعالے ایک دن میں کر سکتا ہے۔ تم اپنے ہی زمانہ کو دیکھ لو کہ مسیح موعود کی تبلیغ کسقدر جلد عالم میں شایع ہو گئی۔ میں اوائل وقت میں قادیان مسیح موعود کی تلاش نقشوں اور جغرافیوں میں کیا کرتا تھا۔ چونکہ اس وقت قادیان ایک گمنام جگہ تھی۔ قادیان کا پتہ ہی نہ ملتا تھا۔ اگر کوئی چاہتا کہ منصوبہ بازی سے قادیان کو مشہور کرے تو ہزار برس ہی لگ جاتے۔ مگر اللہ تعالے نے بحکم الہام فحان ان تعان وتعرف بین الناس کے اس گمنام مقام کو تھوڑے ہی دنوں میں مشہور کر دیا۔ یہ معنے ہیں کہ مامور من اللہ کا دن تمہارے ہزار برس کے برابر ہے نبی کریم اور صحابہ ؓ کے وقت میں کسقدر اشاعت اسلام ہوئی یہ ایک اعجازی شہرت علیہ اسلام کی تھی جو اسلام تھوڑے ہی عرصہ میں حجاز سے لیکر شرقاً غرباً پھیل گیا۔ یہ ہے مامور من اللہ کا ایک دن جو تمہارے ہزار برس کے برابر ہوتا ہے۔ بعض جو کہتے ہیں حضرت کی ذریت میں سے خلیفہ ہزار برس کے بعد ہوگا یہ تو تکذیب کیلئے ایک حیلہ بہانہ اور حوالہ ہے جیساکہ کہا گیا ہے کہ

"عذرے بدتر از گناہ بسیار شد"

دوستو! ذریت طیبہ میں سے ایک نوجوان بعمر ۲۵ سالہ موجود ہے۔ الہامات مسیح موعود اس کے لئے موجود ہیں۔ خلیفۃ المسیح کے اعمال تعظیمی واقوال تکریمی اس کیلئے وہ موجود ہیں جو تمنے سنے بھی ہیں اور دیکھے بھی اور میں آج سے چار برس پیشتر اس کا استحقاق خلافت وامامت بڑے زور شور سے بیان کر چکا ہوں جو بدر یا الحکم میں شایع بھی ہو چکا ہے۔ عالم باعمل متقی ہے درس کتاب وسنت دیتا ہے۔ صاحب الفضل بھی ہے امام نماز پنجگانہ کا بھی ہے تقریر اور تحریر اسکی ایسی زبردست ہے کہ روح القدس اسکی زبان پر بول رہا ہے وغیرہ وغیرہ من الفضایل والبرکات۔ ہر دل عزیز ایسا ہے کہ مصداق ہے ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم کا یہ امر علیحدہ ہے کہ سے

"گر ددیدہ صاحب ترا منکر شوند بعد تلخ کے گردد جو ہستی کان قند"

اور تم کہتے ہو کہ ہزار برس کے بعد جب آویگا تو ہم مان لینگے سع:-

"این امامت نشد قیامت شد"

"بریں عقل ودانش بباید گریست" سچ ہے "عذرے بدتر از گناہ بسیار شد" آیت استخلاف کو اسلئے پیش کیا گیا ہے۔ کہ اس میں صیغہ استقبال کے موجود ہیں۔ محققین مفسرین نے بھی لکھا ہے کہ یہ آیت قیامت تک کو شامل ہے گو درمیان میں زمانہ فترت یا ملک عضوض کا ہو جاوے۔ جیساکہ پانچ دوروں کی حدیث سے بھی ثابت ہے۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ آیت خلافت صحابہ رضہ تک ہی محدود ہو جاوے اور آئندہ کو پھر خلافت علے منہاج النبوۃ واقع نہ ہووے۔ جو شخص ایسا قول کرتا ہے وہ اسلام کا استیصال کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ وہ خلافت علی منہاج النبوۃ کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتا ہے جس سے اسلام کی تباہی ہوتی ہے خصوصاً اس زمانہ پرفتن میں کہ خود مسلمانوں نے ارکان اسلام اور احکام اسلام کو بالائے طاق رکھکر قل اللہ ثم ذرھم کا فتویٰ دیدیا ہے۔ اور اس وقت تو انسانی طبیعت خصوصاً آزاد رہنا ہی چاہتی ہے مگر اسلام نے آیت مسجد ضرار کو پیش کرکے اس کو وحدت اور اطاعت خلیفہ واحد میں رکھنا چاہا ہے پس ہم کو مخالفت کی کچھ پرواہ نہیں کیونکہ ہر مامور کے وقت میں اس کی عظمت کے موافق مخالفت ہوتی ہی ہے قطع نظر اور فضایل کے حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد ؓ صاحب کے متعلق خصوصیت سے ہم بہت سے الہام پاتے ہیں۔ ان کی نسبت بہت سے فضایل بیان کئے گئے ہیں۔ چھ برس تک آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کے ماتحت رہکر وہ ترقی حاصل کی ہے کہ اعجازی رنگ رکھتی ہے۔ گویا خلافت حضرت خلیفۃ المسیح ؓ کی آپ کی تکمیل وتربیت کیلئے بطور ایک ارہاص کے تھی۔ اور مخالفین کی ظہور مخالفت کیلئے ایک تمہید تھی۔ یہ سب امور سمجھ کر میں نے تو حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی میں ہی کہہ دیا تھا کہ بعد مولانا مولوی نور الدین صاحب کے یہی خلافت کے مستحق ہیں جبھی

میں تو عین الیقین کے مرتبہ تک پہونچگیا تھا۔ کہ جن احباب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خلافت میں نقض بیعت کرنا چاہا تھا وہی لوگ مسیح موعود کے مخالف ہوں گے جو ایسا ہی کچھ واقعہ ہوا۔ اور منصوبہ بازی کا اعتراض تو سب انبیاء پر ہوتا رہا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی کیا گیا تھا۔ مخالفین مسیح موعود نے بھی کہا تھا کہ دیکھو اولاد کیلئے پہلے ہی سے پیڑی جما رہا ہے۔ مگر آج ہم اپنی آنکھوں سے اپنے ہی دوستوں کو دیکھتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ صاحب پر وہی اعتراض کرتے ہیں جو مکذبین نے حضرت مسیح موعود پر کیا تھا۔ مگر سنت اللہ نے ہم کو دکھا دیا ہے کہ جب رسول یا مامور کا زمانہ ہوتا ہے تو مخالفت ضروری ہوتی ہے اسلئے منصوبہ بازی کا جواب خود اللہ تعالےٰ دیتا ہے کہ یدبر الامر من السماء الی الارض اور یدبر کا صیغہ جو متعدد جگہ آیات میں وارد ہے وہ ایسے ہی شبہات کے ازالہ کے لئے آتا ہے ایسا ہی الہام دیکھو ینصرک رجال نوحی الیہم من السماء۔ پس یہ تدبیریں حضرت صاحبزادہ صاحب کی طرف سے نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کیطرف سے ہیں ؎

خود کنی و خود کنانی کار را + خود دہی رونق تو ایں بازار را
بر کسی چوں مہربانی میکنی + از زمینے آسمانی میکنی

ان کے دل میں تو کوئی حدیث نفس کے طور پر یہ منصوبہ نہیں آیا۔ چنانچہ جب قادیان میں خاکسار آیا۔ میں نے بعد اثبات عام خلافت کے تعین کرنا چاہا۔ تو نواب صاحب نے مجھے روکنا چاہا۔ مگر میں ان کے روکنے سے نہیں رکا کیونکہ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔ اب جب میں لاہور آیا تو ایک صاحب معہ چند رفقا کے میرے مکان قیام پر آئے اور کہنے لگے کہ مولوی صاحب خطبہ میں متنازعہ فیہا امور کا ہرگز ذکر نہ کریں۔ میں نے کہا کہ میرا خطبہ تو کبھی مشروط نہیں ہو سکتا۔ نہ مسیح موعود کی زندگی میں میں نے کبھی مشروط خطبہ پڑھا نہ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کے زمانہ میں ہی کوئی مشروط خطبہ پڑھا۔ میں لوگوں کی آرا کا تابع ہو کر خطبہ بیان نہیں کرونگا۔ میں تو اس کو شرک سمجھتا ہوں کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر الآیۃ ہاں کتاب و سنت اور الہامات سے باہر نہ جاؤنگا۔ اور خطبہ سے تو مراد یہی ہوتی ہے کہ جس مسئلہ میں کچھ اختلاف ہو اس کو خطبہ میں سمجھا دیا جاوے۔ دیکھو شامی وغیرہ کتب فقہ کو۔ الغرض اللہ تعالےٰ منصوبہ بازی کا جواب یہ دیتا ہے کہ تدبیر تو ہوتی ہے مگر وہ تدبیر آسمانی تدبیر ہوتی ہے یدبر الامر کا لفظ کئی دفعہ قرآن کریم میں آیا ہے۔ دیکھو مجھے شاہجہانپور سے ایک خط آیا ہے مختار احمد صاحب نے لکھا ہے کہ میں یہاں کے دوستوں کے سامنے قبل از وفات حضرت خلیفۃ المسیح معاملہ خلافت پیش کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام تو بہت بیمار ہیں حالت نازک ہے اب بتاؤ اگر خدا نخواستہ آپ گذر جاویں تو آپ کے بعد کس کے ہاتھ پر آپ لوگ بیعت کریں گے۔ سبنے یکزبان ہو کر کہا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے ہاتھ پر ہی بیعت کرینگے

اب بتلایئے کہ وہاں کونسا قاصد گیا ہوا تھا۔ یا کونسا انصار اللہ بھیجا گیا تھا۔ آیۃ کریمہ استخلاف سے تو بطور نص کے ثابت ہوتا ہے کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ خاص انتخاب خدائی ہوتا ہے نہ انتخاب بشری وعد اللہ میں تو ظاہر ہے کہ فاعل وعدہ کا خود اللہ تعالےٰ ہے نہ کوئی اور۔ لیستخلفن صیغہ میں بھی استخلاف کی اسناد اللہ تعالےٰ ہی کی طرف ہے اور کما استخلف الذین من قبلہم میں ہے۔ اسناد صیغہ استخلاف کی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے اور لیمکنن اور لیبدلن کی ضمیریں بھی اللہ تعالےٰ ہی کی طرف راجع ہیں لا غیر۔ پس جتنے صیغے ہیں۔ انکی ضمیریں اللہ تعالیٰ ہی کیطرف جاتی ہیں۔ یہ نہیں کہ شوریٰ یا انجمن کیطرف جاتی ہو۔ سب کا فاعل اللہ تعالےٰ ہی ہے تو یہ آیات بتاتی ہیں کہ خلافت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتی ہے ہاں یہ بات جدا ہے کہ اہل شوریٰ کے دلوں کو بھی اللہ تعالےٰ اسی طرف مائل کر دیوے۔ جیسا کہ یہاں اکثر اہل حل و عقد کو مائل کر دیا۔ جو شخص شوریٰ شوریٰ پکار رہا ہے۔ خلافت راشدہ کی حقیقت کو ہی نہیں سمجھا اور جو اعتراض کم سنی کا کیا جاتا ہے وہ بھی محض غلط ہے۔ کیونکہ عمر آپ کی ۲۵ سالہ ہے اور جوان صالح بہت سے لوگ جو فضایل احادیث صحیحہ میں وارد ہوئے ہیں وہ میں کہانتک بیان کروں کہ وقت تھوڑا ہے۔ اور اگر فرض بھی کر لیں کہ کوئی نقص ہمارے زعم کے بموجب رہ گیا ہو تو ایسے معترض تعلیم قرآن سے غافل ہیں۔ اول تو نوجوان بوڑھے سے اچھا ہوتا ہے اور خلافت راشدہ کیلئے نہایت مناسب ہے مگر اس کا جواب بھی اللہ تعالےٰ خود دیتا ہے فرماتا ہے یا یحییٰ خذ الکتٰب بقوۃ واٰتینٰہ الحکم صبیا۔ اور علاوہ اس پر یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ کامل ایمان لاتے ہیں اور وہ اٰمنوا کے مصداق ہیں اور انکی ذریت نے انکا اتباع ایمان کے ساتھ کیا۔ ہم ان کی ذریت کو بھی انہیں کے درجہ دینگے لفظ الحاق مندرجہ آیت میں ایک لطیفہ ہے صرفی لوگوں کو اس سے مزا آتا ہے وہ یہ کہ عرب عموماً ثلاثی مزید کو رباعی مجرد مزید سے ملحق کر دیتے ہیں تاکہ اوسی الحاق سے ثلاثی مزید ملحق کا وہی حکم ہو جاوے جو رباعی مجرد مزید کا ہی ہے۔ یہاں پر بھی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الحقنا بہم ذریتہم ہم ملحق کر دیں گے انکی ذریت کو انہیں کے درجہ میں اور ایسا کرنے سے اصل کے اجور اعمال میں سے کچھ بھی ہم کم نہیں کرینگے اور سر اسکا یہ ہے کہ مامور من اللہ کو بھی اپنی ذریت کے متعلق بہت توجہ ہوتی ہے کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کے بعد بھی ہدایت اور رشد جاری رہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی صالحین کی ذریت کے ساتھ بڑا التفات ہوتا ہے جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے وکان ابوہما صالحا۔ تفاسیر میں لکھا ہوا ہے کہ ان دونوں یتیم بچوں کا باپ چند پشتوں پہلے ہو گذرا تھا۔ جو قصہ خضر اور موسیٰ میں فرمایا گیا ہے۔ دیکھو قرآن مجید کو۔ پھر درود شریف پر غور کرو جبکہ لفظ آل میں تمام متبعین کتاب و سنت کے شامل ہیں۔ تو پھر ذریت متبع تو بڑی خصوصیت سے شامل ہوئی۔ خلاصہ کلام ایک نوجوان صالح پانچوں وقت کی نماز میں امام ہو کر نماز پڑھاتا ہے اس کو تجربہ کر کے دیکھے کہ ابتغاءً لوجہ اللہ پانچوں وقت کی نماز جماعت کی نماز میں امامت کرنا کیسا دشوار امر ہے اور

حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی وصیت میں عالم باعمل متقی ہو وغیرہ وغیرہ جو شرط ہے یہ سب صفتیں اس میں موجود ہیں۔ ہر دلعزیز ہونا بھی ظاہر ہے کہ تمام طبایع کا رجوع اس طرف ہو گیا ہے۔ کما قال اللہ تعالےٰ۔ ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تہوی الیہم کا پورا مصداق ہے تین چار صاحبوں کا اختلاف اس کثرت کے مقابلہ میں کیا وقعت رکھتا ہے

گر دو سہ صاحب ترا منکر شوند + تلخ کے گردی چو ہستی کان قند

ہزارہا خطوط بیعت کے آرہے ہیں۔ چونکہ اسلام کو تفرقہ سے بچانے کا بڑا خیال رکھا گیا ہے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ اگر اختلاف و تنازع واقع ہو تو ردوہ الی اللہ کا اصول اختیار کرو لیکن تفرقہ مت ڈالو۔ اور بیعت کر لو۔ کیونکہ خلافت تو علیٰ منہاج النبوۃ تو قایم ہو گی۔ اب تو بغیر ایک امام کے تفرقہ ہی ہو گا۔ یاد رکھو یہ خلافت تمہاری کوششوں سے متزلزل نہ ہو سکے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ خلفاء کے زمانہ سے ہی بیعت ایک امام کی ثابت ہو چکی ہے اپنے گھر ونکی حالت پر نظر ڈالو۔ اگر گھر کے لوگ کسی ایک بزرگ کے ماتحت نہ ہوں تو کیونکر نظام اس گھر کا قایم رہ سکتا ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب کی اولاد و ازواج اسی واسطے تباہ ہوئی کہ وہ کسی ایک بزرگ کے ماتحت نہیں رہی ربنا ہب لنا من ازواجنا وذریاتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما۔ و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ ومسیحہ واتباعہ اجمعین ۰

(سید محمد احسن عفی اللہ عنہ) مرقومہ محمد مبارک اسمٰعیل

پیام کا افترا

انسان جب حق کی مخالفت کرتا ہے تو اس کی ضمیر مردہ ہو جاتی ہے اور اخلاقی قوتیں سلب۔ یہی حال آجکل لاہوری پیام کا ہو رہا ہے۔ اسکے پس پردہ لکھنے والوں سے کھلے طور پر الفضل اور الحکم میں بعض مطالبات کئے گئے ہیں کہ وہ ان غلط واقعات کی شہادت پیش کرے۔ مگر اُسے جرأت نہیں ہوئی۔ اب تازہ افتراء اس نے یہ کیا ہے کہ الفضل نے مرزا یعقوب بیگ پر الزام لگایا ہے کہ خواجہ صاحب نے مولوی صدرالدین صاحب کو بذریعہ تار بلایا تھا۔ اور مولوی صدرالدین کو جانے کا حکم بھی دیدیا تھا لیکن بعد میں مرزا صاحب موصوف نے اس تار کا فرضی مضمون بنا کر حضرت خلیفۃ المسیح کو یہ سنایا کہ انہوں نے مولوی شیر علی کو بلایا ہے۔ جس پر حضور نے پہلے حکم کو منسوخ کر کے مولوی شیر علی صاحب کو جانے کا حکم دیا ہے۔" ناظرین! اگر پیام اور اسکے رفقا اپنے اس بیان میں سچے ہیں تو وہ الفضل میں سے اس فقرہ کو جو جلی قلم سے میں نے لکھدیا ہے نکال کر دکھائیں۔ اور پبلک میں پیش کریں۔ اور میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ وہ ہرگز نہیں ثابت کر سکیں گے۔ اس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ افتراء اور بہتان کس کا ہے؟

اس واقعہ کی حقیقت پر سے جب پردہ اُٹھیگا۔ تو پبلک کو الزام کی حقیقت معلوم ہو جاویگی۔

الفضل میں جو کچھ بھی لکھا گیا ہے۔ اس کی صحت کیلئے زبردست ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے۔

مُراسلات

پیغام اور مولوی محمد علی صاحب کے ٹریکٹ پر اظہار نفرت

میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ منکرین خلافت کی تحریروں اور تقریروں کے خلاف اظہار نفرت کے اسقدر خطوط آرہے ہیں کہ انکا شایع کرنا مشکل ہو رہا ہے ایڈیٹوریل کے علاوہ اخبار معمولی اور مقررہ صفحوں سے زیادہ پر شایع ہوتا ہے اور بعض ضروری مضامین بطور ضمیمہ نکلتے ہیں پھر بھی بہت سے خطوط اور مراسلات جمع ہو چکے ہیں جس سے پایا جاتا ہے کہ قوم میں ان منکرین خلافت کی حرکات پر نفرت کا جذبہ پیدا ہو چکا ہے۔ ذیل میں ایک غیر جانبدار شخص کی مراسلت درج کیجاتی ہے۔ منشی احمد خان صاحب کو احباب دینا خوب جانتی ہے وہ ایک نہایت مخلص اور سرگرم بزرگ ہیں اسلامی کاموں میں نہایت مستعدی سے حصہ لیتے ہیں۔ انکی مراسلت کے بعض مقامات سے ممکن ہے مجھے اتفاق نہ ہو۔ لیکن انہوں نے جس بے نفسی اور غیر جانبداری سے لکھا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہمارے دوست اسپر توجہ کریں (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہ و نصلے علےٰ رسولہ الکریم ط

حضرت صاحبزادہ صاحب کی خلافت پر عقل سلیم کیلئے سوچنے کی چند باتیں

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد + میلش اندر طعنہ پاکاں برد

آجکل ہندوستان کے اخبارات میں خصوصًا پیغام صلح پیسہ الحکم۔ الفضل۔ الحق۔ میں جنت مکانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت اور جناب مولوی حاجی حافظ حکیم نورالدین صاحب مرحوم مغفور کی جانشینی کے بارہ میں بہت کچھ بحث مباحثہ چھڑا ہوا ہے۔ ان تحریرات سے ہر ایک طالب حق کے دل پر جو اثر ہو سکتا ہے اور ہر سمجھدار آدمی جو نتیجہ اخذ کر سکتا ہے وہ یہ ہے کہ کل کارروائی سنت اللہ کے موافق ہو رہی ہے اور جیسا کہ ہمیشہ سے ایسے موقعوں پر ہوتا رہا ہے ویسا ہی اب بھی ہو رہا ہے نئی بات کوئی نہیں۔ چنانچہ مخالفین خلافت صاحبزادہ صاحب سلمہ کی تحریروں اور تجویزوں سے عیاں ہے کہ مخالفین میں سے کوئی رفض میں مبتلا ہو گیا ہے۔ کوئی ارتداد کیطرف جا رہا ہے۔ کوئی دنیا طلبی عزت و وجاہت ظاہری کا خواہاں ہے۔ گستاخ اور بے ادب تو ہر ایک ہو گیا ہے۔ اور منافقت تو مخالفین میں عمومًا اثر کر گئی ہے۔ غرض ہر ایک مخالف کسی نہ کسی رنگ میں لگا ہوا صدق و حق سے بالکل دور ہے میرے ہی خیال میں نہیں بلکہ بروے شرع اسلام یہی باتیں صاحبزادہ کے امیر المومنین اور حضرت مرزا صاحب کے خلیفہ برحق ہونیکے لئے کافی ثبوت اور دلایل قویہ ہیں۔ تعجب ہے کہ بعض مخالف باوجود تعلیم یافتہ ہونے اور ادعائے تقویٰ کے۔ اور حضرت میرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور جناب حکیم الامۃ صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ سے فیض و تعلیم و صحبت حاصل کرنے کے ایسے عقاید کا اظہار کر رہے ہیں۔ جنکو انکی طرف منسوب کرتے ہوئے ہمیں افسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ جس

"خلافت" حقہ راشدہ

کو حضور پر نور سرور کائنات مفخر موجودات کی جانشینی کا فخر حاصل ہوا اسے ایک دنیوی حکومت کہا جاتا ہے اور دین سے اس کا کچھ تعلق نہیں سمجھتے! باوجودیکہ تیرہ سو بتیس ۱۳۳۲ برس سے سنی اور شیعوں میں سب سے زیادہ یہی مسئلہ اختلافی چلا آتا ہے (جسکی بنا پر دو گروہ قایم ہو گئے یہ پہلا اختلاف تھا جو اسلام میں ہوا۔ اور جسکا خمیازہ مسلمان آجتک بھگت رہے ہیں۔ فتدبرو) اور صدہا کتابیں خلافت راشدہ کے برپا ہوئے آیات و احادیث حق ثابت کرنے میں لکھی جا چکی ہیں اور خود حضرت میرزا صاحب کے زمانہ میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے ایک کتاب خلافت راشدہ ہی کے نام سے لکھی جس میں نہایت پرزور دلایل سے ثابت کیا ہے کہ صحابہ کی خلافت خلافت حقہ اور راشدہ تھی۔ جسکو حضرت مرزا صاحب نے بھی پسند فرماکر . . . اظہار خوشنودی فرمایا تھا۔ اور حضرت میرزا صاحب نے بذات خاص بھی اکثر مواقعہ پر نہایت شدومد سے خلافت راشدہ کو دینی خلافت فرمایا تھا۔ اور اپنی نبوت کے دلایل و ثبوت میں بیان فرماکر خلفائے راشدین کو دینی خلیفہ و پیشوا فرمایا ہے۔ میرے خیال میں خلافت راشدہ کو دنیوی حکومت یا پولیٹیکل خلافت کہنا قرآن شریف کے خلاف اور صریحی رفض ہے بلکہ روافض و خوارج دونوں کے عقاید باطلہ اس میں شامل ہیں۔ (اللھم احفظنا) اور یہ کہنا کہ

صدر انجمن ہمیشہ قایم رہے

اور ممبروں میں تغیر و تبدل نہ کیا جائے۔ اس کا مطلب صاف و صریح یہ ہے کہ ممبران صدر انجمن حضرت مرزا صاحب کا جانشین بننا چاہتے ہیں اور مالی و انتظامی معاملات و دولت صرف اپنے ہاتھ میں رکھ کر روپیہ کو دنیوی کاموں میں خرچ کر کے فایدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ عرصہ سے ہوتا رہا ہے اور خلاف منشائے الوصیت بجائے اشاعت اسلام کے دنیوی تعلیم بورڈنگ ہاؤس و مدرسہ کالج وغیرہ کی تعمیر پر تمام احمدی قوم کے روپیہ کا اکثر حصہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منشاء کے بالکل خلاف ہے اور یورپ میں اشاعت اسلام کیلئے غیر احمدیوں سے چندہ طلب کیا جا رہا ہے اور دست سوال دراز ہے غیرت۔ غیرت۔ غیرت!!! اور جو لوگ علاوہ ممبران انجمن کے صدر انجمن کو حضرت مرزا صاحب کا قایم مقام قرار دینے کی کوشش میں ہیں وہ بھی راہ حق سے گمراہ ہیں۔ آجتک کسی نبی اور مامور من اللہ کی جانشین کبھی کوئی جماعت یا انجمن نہیں ہوئی بلکہ ہمیشہ ایک شخص واحد ہوتا چلا آیا ہے اور اکثر و بیشتر جانشینی خاندان میں ہی رہی ہے یعنی باپ کے بعد بیٹا ہی نبی ہوتا چلا آیا ہے۔ غور کرو اللہ سے ڈرو اور مسیلمہ کذاب کیطرح مدعی نہ بنو۔ اور ارتداد سے بچو۔ صدر انجمن کو حضرت مرزا صاحب کا قایم مقام بنانے سے صرف یہ مطلب ہے کہ مالی اور انتظامی معاملات ہمارے ہی ہاتھ میں رہیں اور ہم اس دینی خدمت کی آڑ لیکر دنیوی وجاہت حاصل کریں اور احمدی قوم پر ہم کو کلی برتری و حکومت حاصل رہے اور جسطرح دنیوی ملازمتوں اور تجارتوں کی وجہ سے ملک میں معزز سمجھے جاتے ہیں۔ اسیطرح حضرت صاحب کے قایمقام بنکر دینی عزت بھی لوگوں کی نگاہوں میں حاصل کرلیں۔ یہ آرزو تقویٰ و طہارت سے بہت ہی دور ہے۔ خیال کرنیکی بات ہے کہ دنیا میں آجتک یہ نہیں ہوا کہ ایک ملک میں اور ایک ہی وقت میں دو خلیفہ ہوئے ہوں اور ایک دوسرے کے افسر اور ماتحت نہ ہوئے ہوں۔ افسوس ہے کہ نئی تعلیم نے ایک نہایت ہی بزرگ مسلمان فلسفی کا "دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند" والا مقولہ بھی دلوں سے بھلا دیا!

گستاخی کی حالت یہ ہے

کہ بہت سی تحریریں پیغام میں ایسی نکل چکی ہیں۔ جنمیں حضرت صاحبزادہ صاحب اور جناب مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی و جناب نواب محمد علی خانصاحب جناب مولوی شیر علیصاحب وغیرہ محترم و قابل عزت بزرگان قوم کے اوپر (جن بزرگوں کی حضرت مرزا صاحب اور جناب مولوی صاحب مرحوم بھی بسبب ان کے اتقاء و پرہیزگاری و ایثار کے قدر و منزلت فرماتے تھے) غلط الزام لگا کر دیدہ و دانستہ بزرگوں کی عزت پر ناجائز حملہ کیا گیا ہے اور جھوٹی باتوں سے اور افترا پردازیوں سے احمدیوں کو ان سے بدگمان کرنے کی کوشش کی گئی ہے "بے ادب محروم گشت از فضل رب۔"

منافقت کا حال سنیئے

کہ غیر احمدیوں کو اپنا ہمدرد و ہم خیال بنانے اور انسے خواجہ کمال الدین صاحب کے مشن کیواسطے چندہ وصول کرنے کیلئے حضرت مرزا صاحب کے ارشاد کی وہ تاویل کی جا رہی ہے جو احمدیوں کے عقیدے کے اور نیز واقعات کے بالکل خلاف ہے۔ حضرت میرزا صاحب نے کبھی کسی تقریر یا تحریر میں یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ غیر احمدیوں کو کافر نہ کہو بلکہ جب فرمایا یہی فرمایا کہ میں غیر احمدیوں کو کافر نہیں کہتا۔ بلکہ خدا کے حکم اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق یہ کافر ہیں۔ یعنے جسطرح غیر احمدیوں نے اپنی منگھڑت فتوے سے احمدی قوم کو کافر بنانا چاہا ہے۔ اس طرح میں ان کو اپنی طرف کافر نہیں کہتا۔ بلکہ خدا اور رسول کے حکم کے ماتحت یہ خود کافر ہو گئے ہیں یہ بالکل بعید از قیاس اور ناممکن بات ہے کہ جو لوگ خدا اور خدا کے ارشاد کے موافق کافر ہوں ان کو حضرت مرزا صاحب مومن مسلمان بتلائیں اور باوجود مسلمان سمجھنے کے ان سے رشتے ناطے ربط ضبط بڑھانے اور نماز جنازہ میں شریک ہونے سے بار بار منع فرمادیں اور نہایت تاکید سے حکم دیں کہ تم اپنی لڑکیاں غیر احمدیوں کو ہرگز نہ دو۔ حضرت حکیم صاحب مرحوم کا بھی تازہ ارشاد موجود ہے جس کا مطلب صاف طور پر غیر احمدیوں کی تکفیر پر دلالت کرتا ہے۔ فرمایا ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں عام ہے۔ خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے۔ ہندوستان میں ہو یا کسی اور ملک میں کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ اب بتلاؤ کہ "یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا"۔ جناب حکیم صاحب کا یہ فرمانا کہ کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے کیا معنے رکھتا ہے؟ کیونکہ احمدی قوم حضرت مرزا صاحب کو مامور من اللہ اور نبی سمجھتے ہیں اور غیر احمدی علماء کیطرف سے نہایت شدومد سے حضرت مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ ہو چکا ہے اور یہ وہ علماء ہیں جنکے عقاید و فتویٰ کو تمام غیر احمدی اقوام صحیح اور درست موافق قرآن و حدیث اور ان کے بتائے ہوئے مسایل کو واجب العمل سمجھتے ہیں۔ دلچسپ غور کرنیکی بات یہ ہے کہ جب وہ ان علماء مکفرین کے

عقاید اور سنگہرت مسایل کو خدا اور رسول کے حکم کے موافق جانتے ہیں۔ تو اب ان کا یہ کہنا کہ ہم تو حضرت مرزا صاحب اور احمدیوں کو کافر نہیں کہتے۔ کیونکر درست مانا جا سکتا ہے جیطرح حضرت صاحبزادہ کی خلافت حقہ کے وقت مسئلہ کفر کی آڑ لیکر بیعت سے انکار کیا جارہا ہے۔ اسی طرح اکثر و بیشتر حصہ آبادی عربستان نے حضرت ابوبکر رضہ خلیفہ اول کی خلافت کے وقت زکوۃ دینے سے انکار کرکے ارتداد کیا تھا۔

اگر در خانہ کس است حرفے بس است۔ اب رہا

خلافت اور جانشینی!

کا مسئلہ ہر ایک سمجھدار انسان جو روایات اسلامی سے کچھ بھی واقف ہوگا۔ وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے انتخاب خلافت کو ضرور جائز۔ مسلم اور حق بحقدار رسید کا مصداق کہیگا۔ اور بیعت کنندوں کے نور ایمان کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا کیونکہ

یہ انتخاب سنت کے موافق عمل میں آیا ہے

اول جو واقعات پیش آرہے ہیں وہ یہی سنت اللہ کے مطابق ہی ہیں۔ ہم سنی مسلمان خلافت راشدہ کو آیۃ استخلاف کے ماتحت خلافت حقہ دینیہ سمجھتے ہیں تو اب غور طلب یہ بات ہے کہ اس خلافت کا انتخاب کیونکر ہوا۔ ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلعم نے صریح اور صاف لفظوں میں کسی کو اپنا خلیفہ مقرر نہیں فرمایا۔ بلکہ اشارۃً و کنایۃً بتادیا۔ چنانچہ سب سے بڑا اور صاف اشارہ یہ ہے۔ کہ ایام علالت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ مسلمانوں کو نماز پڑھانے کیلئے امام مقرر فرمایا۔ اسی طرح حضرت مولوی صاحب کے ایام علالت میں حضرت صاحبزادہ صاحب نماز جماعت پڑھاتے رہے حضرت مولوی صاحب آپکی خلافت اور اپنی جانشینی ہمیشہ اشارہ اور کنایۃ میں ظاہر فرماتے رہے۔

دوسرے

صاحبزادہ صاحب کے تقوی و طہارت زہد و ورع اس امر کے مقتضی ہیں کہ اگر صاحبزادہ صاحب سلمہ بطریق تحدیث بالنعمت کے لَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ کہیں تو کوئی مخالف سے مخالف بھی جرأت تردید نہیں کرسکتا۔ یہ خدا کی ایک بہت بڑی قابل قدر نعمت ہے جسکو وہ چاہتا ہے اپنے فضل و کرم سے عنایت فرماتا ہے۔ یہ ہر ایک انسان کا حصہ نہیں ع

این سعادت بزور بازو نیست + تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تیسرے

آپ علم دین کی جیسے کہ چاہیئے تکمیل کرچکے۔ ہونہار بروے کے چکنے پات۔ تھوڑی سی عمر میں بہت سا علم حاصل کرلیا۔ بزرگی بعقلست نہ بسال۔ بالائے سرش زہوشمندی۔ می تافت ستارہ بلندی۔ کے مصداق ہیں۔

چوتھے

حضرت مرزا صاحب کے فرزند دلبند اور جناب حکیم صاحب مرحوم کے شاگرد رشید عالم باعمل۔ اور میراث پدر خواہی علم پدر آموز کا مجسم نمونہ؟

پانچویں

اکثر و بیشتر علماء جماعت احمدیہ اور خاص و عام اور بہت سے ممبران صدر انجمن احمدیہ اپنی خواہش اور خدا کے دیئے ہوئے نور ایمان سے فیضیاب ہوکر بلا حجت و دلیل بیعت کر چکے اور غلامی میں داخل ہوچکے تو اب انکی طاقت اور جائز جانشینی میں کوئی شک باقی نہیں رہا۔ وہ تو اب مسلم خلیفہ دوم حضرت مسیح موعود ہو چکے جو اللہ تعالے سے مقرر کردہ ہیں۔

ذریت کی خلافت

کے وقت اختلاف کا ہونا بھی سنت اللہ ہے دیکھو شیخین رضی اللہ عنہما کی خلافت کے وقت کچھ زیادہ جھگڑا فساد نہیں ہوا لیکن جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ ہوئے تو حضرت معاویہ مقابلے کے لیئے آمادہ ہوگئے۔ اور نوبت لڑائی اور سخت کشت و خون تک پہنچ گئی۔ جسمیں صحابہ طرفین سے بکثرت شریک تھے اور بہت سے شہید ہوگئے اور خود حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سواری کا اونٹ بھی کٹ گیا۔ لیکن اسقدر کشت و خون کے بعد بھی مدینہ منورہ نبوی پر حضرت معاویہ کا دخل نہ ہوسکا۔ اسی طرح اب بھی چونکہ صاحبزادہ صاحب اللہ تعالی کیطرف سے خلیفہ بنائے گئے۔ مخالفین انکا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور نہ مدینۃ المسیح (قادیان) میں انکا عملی دخل ہوسکتا ہے

میری غرض اس تمام تحریر سے

یہ ہے کہ مخالفین صاحبزادہ صاحب بھی سے اگر کسی کو حضرت صاحب کے فیض صحبت یا کاتب وحی ہونے کا غرور ہے تو وہ کاتب وحی نبوی کو دیکھے کہ وہ بھی رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور یہی منصب رکھتا تھا اور اگر اپنے زہد و تقوی ریاضت و عبادت پر گھمنڈ ہے تو وہ بلعم باعور و شیخ صنعا وغیرہ کے حالات پر غور کرے اور اگر کسی کو اپنے علم پر ناز ہے تو وہ معلم الملکوت کے انجام پر غور کرے اور اگر کسی کو مال و دولت پر غرہ ہے تو قارون کے (جو موسی علیہ السلام کا مخالف تھا) عذاب کو یاد کرکے اللہ تعالے کی جناب میں توبہ و استغفار کرے اور مخالفت خلیفہ برحق سے باز آوے ورنہ یاد رکھو۔

چیونٹی کا پر نکلنا ہے غضب + موت کا ہوتے ہیں اسکا یہ سبب

فتدبروا یا اولی الابصار ط

نوٹ

یہ جتا دینا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں نے جناب مرزا صاحب۔ حکیم صاحب۔ صاحبزادہ صاحب کی بیعت اس وقت تک نہیں کی۔ اور ان معنوں میں احمدی نہیں ہوں۔ حنفی المذہب ہوں۔ مگر مرزا صاحب کو ہدایت خلق اللہ کے واسطے اس صدی کا مجدد و مامور من اللہ سمجھتا ہوں۔ یہ مضمون میں نے کسی تعلق یا جانبداری یا کسی کے پاس خاطر سے نہیں لکھا۔ بلکہ بسبب دردل کے خالصۃً للہ لکھا ہے۔ کیونکہ اخبار پیغام صلح میں جب میں نے دیکھا کہ چند مسلمان غلط فہمی کا شکار ہورہے ہیں اور باوجود ادعائے احمدیت اور مرزا صاحب کے دعوی نبوۃ و رسالت مامور من اللہ تسلیم کرنیکے ان کے سعادتمند فرزند کی مخالفت میں کمربستہ ہیں اور صاحبزادہ صاحب کی توہین و تذلیل میں اپنی جانب سے کمی نہیں کررہے ہیں۔ تو فوراً حضرات حسنین علیہ السلام کا معاملہ پیش نظر ہوا۔ اور خیال کیا کہ مخالفین حضرات امام حسن و حسین رضی اللہ عنہم نے بھی باوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھتے رہنے اور اقرار مسلمانی کرنے کے دونو صاحبزادوں کو شہید کرایا اور کیا۔ میرے دلمیں اللہ تعالے نے القا کیا کہ میں بھی اظہار حق کیلئے کچھ لکھوں شاید کوئی سعید روح اس سے موثر ہوکر نور ہدایت سے مستفیض ہو۔

(احمد خان از دہلی)

دعائے حامد

حضرت میر حامد شاہ صاحب نے ایک نظم بغرض اندراج بھیجی ہے۔ ان کے کلام میں تکلف اور شاعرانہ نازک خیالیاں نہیں ہوتیں مگر درد اور قلبی جوش ہوتا ہے جسکو وہ بے تکلف سادگی سے ادا کرتے ہیں میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالے انہیں اپنے مقاصد میں بامراد کرے اور جو پاک آرزوئیں انہوں نے ان اشعار میں ظاہر کی ہیں ہم ان سے بہرہ مند ہوں۔ (ایڈیٹر)

تیرا تکیہ ہے بے ہمال ہمیں — لغزشوں میں تو خود سنبھال ہمیں
ہم غلط سمجھے یا صحیح سمجھے — تو غلط راہ سے نکال ہمیں
ہم غلام غلام احمد ہیں — نہ دکھا صورت زوال ہمیں
جو گرے ہیں انہیں اٹھائے تو — اپنی قدرت سے کر بحال ہمیں
ہم ہیں کمزور تو توانا ہے — ہم ہیں ناقص دکھا کمال ہمیں
کوئی خطرہ جو آنے والا ہے۔ — تو بچا اس سے بال بال ہمیں
قادیان سے نہ دور ہو جائیں۔ — اس اماں سے نہ تو نکال ہمیں
یہ مدینہ ہے تیرے عیسے کا۔ — نور دیں کا ہے یاں جمال ہمیں
چشمۂ معرفت کا آب زلال — پیتے گذرے ہیں ماہ و سال ہمیں
اس میں وہ مقبرہ بہشتی ہے — جس سے رحمت کا ہے خیال ہمیں
سب امیدیں ہیں اس سے وابستہ — دیکھنا اور ہے جلال ہمیں
ہو یہاں تسلی عیسے و مہدی — نظر آتی ہے ان کی آل ہمیں
ہم یہ در چھوڑ کر کہاں جائیں — کیا ستاتے ہو قیل و قال ہمیں؟
بیخودی بے سبب نہیں اپنی — یاد آئی کسی کی چال ہمیں
تفرقہ چھوڑ دو سنبھل جاؤ — مت کرو دوستو نڈھال ہمیں
میری بیعت کا مت برا مانو! — رہنے دو صورت سوال ہمیں
قوم احمد تیرے دعاگو ہیں — دیکھ کرنا نہ پائمال ہمیں
اب ہے دور خلافت محمود — دیکھنا اس کا ہے جلال ہمیں
اسکے انکار کرنے والوں میں۔ — نظر آتے ہیں خال خال ہمیں
آخرش ہوگی عاقبت محمود — دیکھنا ہے یہی مآل ہمیں
عاشق یار ازل ہے حامد — کیا ستاتا ہے اسکا حال ہمیں

حضرت سیدنا اولوالعزم فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی سلمہ اللہ تعالی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا نور الدین رضی اللہ تعالے عنہ کے وفات کے بعد جو جو واقعات جماعت کو پیش آرہے ہیں وہ بعض مقامات پر سخت ابتلا کا باعث ثابت ہوئے ہیں مولوی محمد علی صاحب کے پمفلٹ سے جن خیالات کا پتہ چلتا ہے وہ بہت کچھ ان اشتہارات سے ملتے جلتے ہیں جو کسی گمنام شخص کیطرف سے اظہار حق نمبر (۱) و (۲) کے نام سے لاہور سے شایع کیئے گئے تھے۔

بعض اشتہارات کے مضامین کو حضرت خلیفۃ المسیح اول نے فتنہ قرار دیا تھا۔ گذشتہ دسمبر میں ان دنوں میں دارالامان میں موجود تھا جبکہ درس کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار اللہ کے خدمات کا اعتراف کیا تھا اور اظہار الحق کے جواب اظہار حقیقت کے شایع ہونے پر اظہار پسندیدگی فرمایا تھا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اور کئی دوست بھی جو اسوقت موجود تھے اسکی تصدیق فرماوینگے۔

خلافت حقہ کی مخالفت کے علاوہ جو غلط بیانیاں جماعت لاہور پیغام صلح (پیغام جنگ مناسب نام ہوگا) کے ذریعہ شایع کر رہی ہے۔ وہ بہت دل دکھانے والی ہے یہ تو معلوم ہے کہ چند اشخاص حضور کی خلافت کو ناپسند کرتے ہیں۔ مگر اس کے اظہار کا جو طریقہ انہوں نے اختیار کیا ہے وہ تقوی سے دور معلوم ہوتا ہے۔ میری دعا ہے کہ خدا انہیں اور خاصکر مولوی محمد علی صاحب وغیرہ کو نیک ہدایت کرے۔ کلکتہ کی جماعت کے اکثر اشخاص ابتک ابتلاء میں ہیں۔ اسوقت میں محمد رفیق احمدی الہ آبادی جو ۱۳ دسمبر سنہ گذشتہ حضور کی خدمت سے فیضیاب ہوچکا ہوں کلکتہ کی جماعت میں شریک ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات کی خبر سنتے ہی میں نے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ حضور کی کو تسلیم کر کے بیعت کرلونگا۔ مگر فوراً نہ لکھ سکا۔ میں نہیں جانتا کہ ہمارے اس توقف کا ہمیں کیا نتیجہ بھگتنا پڑیگا۔ بہرحال حضور کی خدمت میں عرض ہے کہ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ بھی معاف فرماوے۔ ہماری بیعت قبول فرمائی جاوے۔

(محمد رفیق احمدی محکمہ طبقات الارض کلکتہ)

ایک شہادت

ایک قابل اشاعت بات عرض کرتا ہوں اگر آپ اس کو اخبار میں درج کریں تو ممنون ہوں گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم و مغفور (خدا کی ہزار ہزار رحمتیں ان پر اور انکی آل پر) اپنے معمول کے مطابق بعد از درس صبح حضرت صاحبزادہ بشیر احمد مریضوں کو دیکھ رہے تھے۔ جب ان سے کچھ فراغت ہوئی تو شیخ رحمت اللہ اور ڈاکٹر یعقوب بیگ اور اغلباً ڈاکٹر محمد حسین بھی حاضر خدمت ہوئے۔ بعد از سلام و آداب یہ لوگ بیٹھ گئے۔

دوران گفتگو میں حضور مغفور نے فرمایا "خواجہ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میر ناصر آپ کی خلافت کو کمزور کرتے اور میاں صاحب کی خلافت جمانے کیلئے چندہ جمع کرنے کے بہانہ سے لوگوں کو ورغلاتے ہیں"۔ فرمایا میں نے جواب لکھا ہے "کہ میر صاحب تو ایک دین کے آدمی ہیں ان کو ایسی باتوں سے تعلق × × × × × × نہیں۔ دور الضعفاء کا جوش آیا۔ تو آخر دیکھ لو بنا ہی دیا۔ تم ایک ضروری کام کے لئے وہاں گئے ہو۔ ان باتوں کا خیال چھوڑ دو"۔

پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے خواجہ صاحب کو لکھا ہے کہ میری خلافت میں تم نے جمہوریت کے واسطے شور مچایا تھا۔ مگر یقیناً جانو اسلام کو جمہوریت موافق نہیں۔ ٹرکی نے جمہوریت سے کیا پھل پایا۔

پھر ایک دفعہ مسجد خورد میں فرمایا۔ شیخ صاحب اور آپ کے دیگر احباب میاں سے صلح کرلیں۔ اور ان کو منالیں ورنہ تمام الزام تمہاری پنچایت کی گردن پر آئیگا (اغلباً شیخ صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ ماسٹر صدر الدین اور محمد علی) شیخ صاحب نے منانے کا وعدہ کیا۔ مگر ابھی تک (میں اسکا حلفی گواہ ہوں) (نواب دین گورنمنٹ کالج)

قادیان میں قوم کا ایک نیابتی جلسہ

خلافت کی مخالفت کیلئے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے لاہوری دوستوں نے کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا وہ ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر نکلے ہیں۔ لاہوری پیغام میں جو مضامین شایع کئے جا رہے ہیں ان سے احباب ناواقف نہیں۔ مختلف مقامات پر جا کر لیکچروں کے ذریعہ قومی خیالات کو مسموم کیا گیا۔ آخر اعلان کیا کہ قادیان میں چندہ نہ بھیجا جاوے۔ اس پر بھی صبر نہ کر کے لاہور میں ایک جدید انجمن جس کو میں مسیحل ضرار کہونگا قایم کی۔ اور اب اپنے ہم خیال لوگوں میں اس انجمن کے ساتھ شاخیں بنانے کی فکر میں ہیں۔ غرض جو کارروائی ہوئی ہے اسکی ابتدا انہیں لوگوں کی طرف سے ہوئی۔ چونکہ مرکزی ضرورتیں ہزاروں روپیہ ماہوار کے اخراجات چاہتی ہیں۔ اس لئے ایسی حالت میں جبکہ قوم میں تفرقہ پیدا کیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ لوگوں کے اموال خطرہ میں ہیں۔ یہ ضروری سمجھا گیا کہ قوم کا ایک نیابتی جلسہ قادیان میں کیا جاوے۔ چنانچہ حضرت نواب محمد علیخان صاحب اور حضرت فاضل امروہی اور حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کیطرف سے ان جماعتوں کے نام جنہوں نے بیعت کرلی ہے ایک اطلاعی کارڈ بھیجا گیا کہ ۱۲۔ اپریل ۱۹۱۴ء کو بمقام قادیان قومی انتظامی امور پر غور کرنے کیلئے ایک جلسہ ہوگا۔ ہر ایک جماعت اپنے ایسے قایمقام منتخب کر کے یہاں بھیجے جنکی کارروائی جماعت کی مسلمہ کارروائی ہو۔ چنانچہ اس کارڈ کا مضمون حسب ذیل ہے:۔

برادر مکرم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حسب ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ مرقوم ہے کہ چونکہ بعض ضروری امور متعلقہ نظام سلسلہ پر غور اور قومی معاملات پیش آمدہ میں باہمی مشورہ کی ضرورت ہے اس لئے قرار پایا ہے کہ یہاں ۱۲۔ اپریل ۱۹۱۴ء کو ایک جلسہ احباب منعقد کیا جاوے۔ اسلئے آپ اپنے مقام کے اُن تمام احباب کو جو حضرت امیر المومنین خلیفہ ثانی کی بیعت میں داخل ہوچکے ہیں جمع کر کے اور دو قایم مقام سب کی طرف سے منتخب کر کے ۱۱۔ اپریل ۱۹۱۴ء کی شام کو قادیان بھیجدیں اس امر میں فروگذاشت نہ ہو۔

ہم جانتے ہیں کہ اس سال متعدد مرتبہ آپ لوگوں کو قادیان آنیکی ضرورت پیش آئی ہے۔ مگر دوستو! اس موقع پر جو ہر طرح سے خدمت دین کا موقعہ ہے ہمیں دقت اور روپیہ کا سوال یقیناً نہیں روک سکتا ہم یقین کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین کے حکم کی تعمیل کیلئے آپ اپنی جماعت کے قایم مقام ۱۱۔ اپریل ۱۹۱۴ء کی شام کو یہاں بھیجدیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس دقت کو جو اسکی راہ میں خرچ کریں گے انشاء اللہ ضایع نہیں کرے گا۔ راقمان (مولوی سید محمد احسن امروہی۔ (نواب) محمد علیخان ڈاکٹر (خلیفہ) رشید الدین (مولوی) شیر علی از قادیان دارالامان ۳۔ اپریل ۱۹۱۴ء

اس کارڈ کے پہنچنے پر جماعتوں نے اپنی اپنی جگہ اپنے قایمقاموں کو منتخب کیا اور ۱۰۔ اپریل ۱۹۱۴ء سے احباب آنے شروع ہوگئے اور ۱۱۔ اپریل کی رات اور ۱۲۔ کی صبح تک برابر آتے رہے۔ جماعت کی اس اخلاص و محبت کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بے حد لذیذ ایمان بڑھتا۔ کہ فی الحقیقت اس قوم نے دین کو دنیا پر مقدم کرلیا ہے اس سال میں غیر معمولی طور پر متعدد مرتبہ یہاں آنا پڑا۔ اور جماعت میں ہر قسم کے کاروباری اور ملازمت پیشہ لوگ ہیں۔ مگر وہ اپنے منافع اور دنیوی نقصوں کی ذرا بھی پرواہ نہ کر کے قادیان کی ہدایتوں کی قدر کرتے ہوئے بھاگے چلے آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس اخلاص و ایثار کی خود جزا ہو۔ کیا ایسی قوم جو خدا کی رضا جوئی میں ہر قسم کی قربانی کرنیکو آمادہ رہتی ہو نعوذ باللہ ضلالت پر اکٹھی ہوسکتی ہے؟ جیسا کہ منکرین خلافت سمجھتے ہیں؟ ان ایام میں بیعت کا سلسلہ خوب زور سے جاری رہا۔ ۱۲۔ اپریل کی صبح کو ساڑھے سات بجے کا وقت مسجد مبارک میں اس جلسہ کی کارروائی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ احباب ۷ بجے ہی سے مسجد میں جمع ہونے شروع ہوگئے تھے۔

انتظام نشست

حضرت امیر المومنین نے پہلے سے ہدایات جاری کردی تہیں کہ انتظام نشست ایسے طور پر ہو کہ تمام احباب یکساں مستفید ہوسکیں اس مقصد کیلئے یہ تجویز ہوئی کہ

(اوّل) ممبران صدر انجمن و رپورٹران اخبارات۔

(دوم) بیرونی جماعتوں کے قایم مقام اور نمایندے۔

(سوم) قادیان کے چند احباب۔

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے نہایت مستعدی اور قابلیت کے ساتھ احباب کی نشست کا انہیں ہدایات کے ماتحت انتظام فرمایا۔

قایمقامان انجمنہائے بیرونی

جیسا کہ دعوتی خط سے معلوم ہوگا قرار یہ پایا تھا کہ انجمنوں کے قایم مقام اس جلسہ میں شامل ہوں تاکہ یہ کل قوم کا ایک نیابتی جلسہ ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ ڈیڑھ سو سے زاید نمائندے قوم کے جو اپنی اپنی جگہ جماعتوں کیطرف سے کلی اختیار لیکر آئے تھے شریک جلسہ ہوئے۔ اور قادیان کے منتخب افراد کو ساتھ ملا کر اڑھائی سو سے اوپر احباب کا یہ مجمع تھا۔

جلسہ کی کارروائی

حضرت امیر المومنین کی تشریف لانے پر معاً کارروائی شروع ہوئی۔ آپ کے حکم سے میرے محترم بھائی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق نے پسر موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کو (جو صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب لودہانوی نے ترتیب دی ہیں) سنایا۔ اس کے بعد خود امیر المومنین کی تقریر تھی۔ کیسی تھی؟ میرے امکان سے باہر ہے کہ میں کچھ کہہ سکوں۔ حقائق و معارف کا دریا تھا جو امڈا آتا ہے۔ بالکل اچھوتے نکتے تھے۔ خلافت کے منصب کی حقیقت اس سے عیاں تھی۔ یہ تقریر انشاءاللہ اگلی اشاعت میں تمام کمال ایک ہی دفعہ شایع کردیجائیگی انشاءاللہ العزیز۔ اس تقریر میں حضور نے اپنے کام کا ایک مختصر سا پروگرام بھی پیش کیا ہے۔ کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ اس کو اپنے الفاظ میں مختصراً ذیل میں درج کردیتا ہوں۔ مفصل تقریر میں آئیں گے اس سے اندازہ ہوسکیگا۔ کہ قوم کی بھلائی اور بہتری کا کسقدر درد اور جوش آپ کے قلب میں ہے اور آپ قوم کے لئے کیا کرنا چاہتے ہیں ہو کس قدر عزم اور ہمت بلند آپ کو دی گئی ہے۔ مبارک ہو اس قوم کو جسے ایسا امام ملا ہے۔ جو انکی مذہبی۔ اعتقادی۔ اور تعلیمی حالت کی اصلاح کے لئے درد مند دل رکھتا ہے +